بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 46

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ نمبر: 31

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

25 ربیع الاول 1418 ہجری 31 وفا 1376 ہش 31 جولائی 1997ء

اخبار احمدیہ

لنڈن ۱۹؍ جولائی (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ کل حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے جلسہ سالانہ برطانیہ کے انتہائی قریب آنے کی وجہ سے جلسہ کے لئے خصوصی دُعا کی تحریک فرمائی اور مہمانان اور میزبانان کو اپنے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ ہر آن ہمارے پیارے آقا کا حامی وناصر ہو اور ہر قدم پر تائید ونصرت فرمائے۔ جلسہ سالانہ برطانیہ کی ہر لحاظ سے کامیابی کے لئے بھی احباب دعائیں کرتے رہیں۔

تم نے صبر کا دامن نہیں چھوڑنا اور اسلامی طریق پر جوابی کاروائی ضرور کرنی ہے

ہندوستان میں مولویوں نے ہر طرح سے ناکامی کے بعد وہ اوچھا ہتھیار اُٹھایا ہے جو پاکستان نے اُٹھایا تھا

ہندوؤں سے درخواست کی جارہی ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے

ہندوستان کی جماعتوں کو تنبیہ کرتا ہوں کہ اب وقت ہے کہ جوابی کاروائی کریں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۱؍ جولائی ۱۹۹۷ء بمقام مسجد فضل لنڈن

لنڈن ۱۱؍ جولائی (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لنڈن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے ان دنوں ہندوستان سمیت دنیا کے کئی اور ممالک میں غیر احمدی مولویوں کی طرف سے راہِ حق میں روڑے اٹکانے اور اپنی شیطانی مخالفت پر زور لگانے کا ذکر کیا اور احباب جماعت عالمگیر کو صبر، دُعا اور حکمت عملی سے بھرپور جوابی کارروائی کرنے کی نصیحت فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے حساب اجر عطا فرماتا ہے اس لئے صبر کے دامن کو اور مظلومیت کے دامن کو کبھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

حضور انور نے شر پسند مولویوں کی حالت اس پودے کی طرح بیان فرمائی جس کو قرآن مجید نے خبیث پودا قرار دیا ہے جو جگہ جگہ سے اُکھیڑا جاتا ہے اور آندھیاں اُسے لئے پھرتی ہیں اور جہاں بھی وہ گرتا ہے اپنا بد اثر ضرور دکھاتا ہے۔

فرمایا ان علماء کی حکمت عملی اس کے سوا کچھ نہیں یہ جہاں دیکھتے ہیں کہ خدا کے لگائے ہوئے پودے ہیں ان پر اپنا بد اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بہت قابل توجہ بات ہے کہ جہاں جہاں جماعت احمدیہ کو ترقی حاصل ہوتی ہے یہ مولوی وہاں وہاں جا پہنچتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے لگ جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ رس جو جماعت نے چوسا ہے۔ جس کے نتیجے میں جماعت احمدیہ کی آبیاری ہورہی ہے اُس کو چوس لیں۔ اور اس میں ہم نے ان کو ناکام کرنا ہے۔

حضور نے افریقہ کے ایک ملک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے وہاں بڑی کامیابی ہوئی اور جہاں بھی کامیابی ہوئی ہے وہاں یہ مولوی ضرور جا پہنچا ہے۔ اور انہوں نے حکومت کے کارندوں کو ساتھ ملایا اور جماعت احمدیہ کے خلاف تحریک جاری کردی کہ ان کو غیر مسلم قرار دیا جاوے، اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نہایت ہی گندی زبان کا استعمال کیا جانے لگا۔ اور تمام حکومت ان مولویوں کے ساتھ پورے ذرائع ابلاغ کے ساتھ ہو گئی تھی۔

اس پر جماعت کو دو طرح کی فکریں لاحق ہوئیں ایک تو یہ کہ وہ جگہیں جہاں ہماری بہت سی سعید روحیں شروع سے تھیں وہ وہاں جاکر اُن میں گند پھیلانے لگ گئے ہیں۔

دوسرا فکر ہمارے مربیوں کو یہ لاحق ہوا کہ جماعت بڑی جوشیلی ہے ان کے اس گند بکنے سے وہ جوش میں آجائیں گے اور جوش میں ایسی کارروائیاں ہوں۔ جو جماعت کے اصول کے خلاف ہیں۔ اگر قتل و غارت ہو جائے اور مخالف فریق پر غلبہ ہو جاوے تو یہ بظاہر غلبہ نہیں ہے۔ غلبہ یہ ہے کہ اپنے بے شک مارے جائیں مگر کثرت سے اور پھیلیں اور یہ غلبہ صبر کا غلبہ ہو سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میں نے جماعت کو وہاں بار بار پیغام پہنچائے کہ تم نے صبر کا دامن نہیں چھوڑنا اور اسلامی طریق پر جوابی کارروائی ضرور کرنی ہے اللہ کے فضل سے ساری جماعت نے صبر کے دامن کو پکڑ کر بڑے زور سے جوابی کارروائی کی اور یاد رکھیں کہ جوابی کارروائی جو صحیح راستوں پر چلتی ہے وہ صبر کے بغیر ممکن نہیں۔ وہ لوگ جو صبر کا دامن چھوڑ کر لڑائی جھگڑے پر اُتر آتے ہیں اُن کا جوش اسی وقت نکل جاتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ لوگ جن کو صبر کی تلقین کی گئی تھی اُن کا جوش صبر کے نتیجہ میں اچھے کاموں پر صرف ہوا یعنی تبلیغی کاموں پر وہ جوش احمدیت کی خوبیاں دکھانے پر صرف ہونے لگا۔ چنانچہ اللہ کے فضل و کرم سے ان مولویوں کی ساری کی ساری تدبیریں ناکام ہوئیں اور وہ عہدے دار جو اس میں شامل تھے وہ یا تو عہدوں سے ہٹا دیئے گئے یا پھر جماعت سے لکھ لکھ کر معافیاں مانگنے لگے۔ تو دیکھو اللہ کا یہ فرمانا کہ ہم صبر کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ پس ساری دنیا میں یہ مخالف ناکام ہوتے ہیں اور جہاں جہاں یہ دیکھتے ہیں کہ جماعت کو کامیابی ملی وہ وہاں ایک مخالفانہ کارروائی کرتے ہیں۔ سارے مولوی جو سوئے ہوئے تھے ایک دم اُٹھ کھڑے ہوئے۔

حضور انور نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہی چیز ہندوستان میں بھی ظاہر ہوئی ہے فرمایا

پتہ نہیں یہ مولوی کب سے سوئے پڑے تھے نہ ان کو مسلمانوں کے عقائد کی فکر تھی نہ ان کے کردار کی فکر اپنے اپنے ڈیروں میں پڑے ہوئے تھے مگر جب جماعت احمدیہ نے ترقی کی اور اُٹھنا شروع کیا تو ان کو تکلیف ہوئی ہے شرک پھیلنے کی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ چنانچہ سارے ہندوستان میں شرک پھیل رہا تھا اور جھوٹے خداؤں کی عبادت کرنے والے شرک پھیلا رہے تھے اس وقت ان کو کوئی ہوش نہ آئی جماعت احمدیہ ہی تھی کہ اس وقت بھی ان لوگوں سے نبرد آزما تھی۔ اب چونکہ ہندوستان کی توجہ جماعت کی طرف ہو گئی ہے اس لئے مولوی اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اس پر جب جماعت نے مجھ سے مظالم اور گالیوں کا ذکر کیا تو میں نے ان کو صبر کی تلقین کی، اور صبر کا بھی وقت ہوا کرتا ہے اس سے قبل صبر دکھانا اور حسنِ خلق دکھانا کوئی معنے نہیں رکھتا۔

فرمایا کہ مشکلوں کے موقعہ پر استقامت دکھانا جس طرح آندھیوں کے مقابل مضبوط جڑوں والے درخت کھڑے ہو جاتے ہیں یہ صبر ہے اور ان لوگوں کی پرورش خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

حضور انور نے ارض اللہ واسعۃ کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم ایک تھے تو تمہیں پھیلا دیا جائے گا اور زیادہ زمینیں تمہارے سپرد کر دی جائیں گی۔ پس خدا کی زمینیں بہت ہیں اس لئے تم فکر نہ کرنا۔ تمہارے پاؤں تلے سے زمین نہیں نکالی جائے گی تمہاری زمین بڑھائی جائے گی

(باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں میں تبدیلی

امسال رمضان المبارک کی وجہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۷ کیلئے ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ دسمبر کی تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ جلسہ میں شریک ہونے والے احباب اس کے مطابق تیاری کریں۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان:

لا اله الا الله محمد رسول الله

آزادئ ھند اور جماعتِ احمدیہ

(۱)

آج جبکہ ہم آزادی ہند کی پچاسویں سالگرہ منا رہے ہیں کتنا اچھا ہوتا کہ ہم ہندوستان کے ہندو اور مسلمان اور پاکستان و بنگلہ دیش کے مسلمان اور ہندو سب ایک ہی وطن کے باشندے ہوتے۔ ہمیں دریائے گنگا، برہمپتر وراوی اور دریائے چناب کے دو ٹکڑے نہ کرنے پڑتے۔ اے کاش ان دریاؤں کو اپنے دونوں طرف معصوم انسانوں کے بہتے ہوئے خون کو نہ دیکھنا پڑتا۔ ہمارے کھیت، جنگل اور میٹھے پانی کے کنوئے معصوم بچوں اور پاکدامن عورتوں کی غیرتوں کی خوفناک داستانیں ہمیں نہ سناتے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آج مادر وطن پر دشمنی اور نفرت کی اُونچی دیواروں جیسی کوئی چیز نہ ہوتی اور اے کاش آج آزادئ ھند کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر کنیاکماری سے لے کر ہر دو کشمیر کے اونچے اونچے پہاڑوں تک افغانستان کی سرحد سے لے کر برما کے بارڈر تک وطن عزیز کے آسمان سے باتیں کرتے پہاڑ۔ کل کل بہتے دریا۔ گھنے اور سایہ دار جنگل، سونا اگاتی اور معدنیات اُگلتی زمینیں بنگال کی کھاڑی سے لے کر سندھ تک بحر ھند کا کنارہ بیرونی دُنیا کو ہمارے عظیم اتحاد، ہماری یکجہتی، ہماری قومی ترقی اور ہمارے بزرگوں رشیوں منیوں کی روایتی رواداری کا درس دے رہے ہوتے۔

ایسا نہیں ہوا لیکن اس کیلئے میں بانئ پاکستان مسٹر محمد علی جناح کو ہر گز قصوروار نہیں کہوں گا جنہوں نے پاکستان کو نقشہ عالم پر وجود بخشا۔ ایسا نہیں ہوا لیکن اس کیلئے میں اپنے قابلِ احترام باپو گاندھی کو، عزت مآب پنڈت جواہر لعل نہرو کو یا مولانا ابوالکلام آزاد کو ہر گز قصوروار نہیں ٹھہراؤں گا جن کے متعلق آج کے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ان بزرگوں کی جلد بازی اور آزادی کی خاطر تکلیفیں جھیلنے والی زندگی سے تنگ آکر آرام دہ کرسی کی طرف جھکاؤ نے ہندوپاک کے درمیان لکیر کھینچنے کی اجازت دی۔ نہیں ہر گز نہیں یہ خیال غلط ہے ایسا ان عظیم بزرگوں پر الزام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں جس رنگ کی آزادی آج سے پچاس سال قبل ملی ہے دراصل وہی ہمارا مقدر تھی ایسا مقدر جو خود ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا جس کی تعمیر ہمارے سالہا سال کی قومی سیرت و کردار نے کی تھی اور جس کے نتیجہ میں ہندو اور مسلمان آزادی سے قبل بھی اپنے مزاجوں کی ناموافقت محسوس کرتے تھے۔ اسے آپ تعلیم کی کمی سے تعبیر کر لیں، اسے اپنے مذہبی ورثہ کی طرف عدم توجہی کہہ لیں، اسے چھوت چھات کی تعلیم کا نتیجہ قرار دے لیں۔ آپ جو کچھ بھی کہہ لیں لیکن ایسا ہوا ضرور ہے۔

ہماری وہ حقیقی اور باوقار آزادی جس کی طرف ہم اس گفتگو کی شروعات میں عرض کر چکے ہیں یعنی وہ آزادی جو ہندو مسلم اتحاد کے نتیجہ میں ایک عظیم اور خوشحال ملک کی شکل میں ملنی چاہئے تھی اس کی طرف آج سے ایک سو گیارہ سال قبل خدا کے ایک مامور بانئ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام (۱۸۳۵ء ۱۹۰۸ء) نے مسلم لیگ کے وجود میں آنے کے صرف دو سال بعد نہایت درد بھرے دل سے ہندوؤں اور مسلمانوں کو دعوت دی تھی۔ اے کاش اس وقت اس آواز پر کان دھرا جاتا اور ان اصولوں پر عمل کیا جاتا تو تقسیم وطن کا یہ منحوس دن ہمیں نہ دیکھنا پڑتا۔

آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو اپنے ایک لیکچر میں جو آپ نے ۱۹۰۸ء میں تحریر فرمایا تھا اور جو آپ کی وفات کے بعد ۲۱ر جون ۱۹۰۸ء کو لاہور کے ایک بڑے مجمع میں مسٹر جسٹس رائے بہادر پرتول چندر صاحب جج چیف کورٹ پنجاب کی صدارت میں پڑھ کر سُنایا گیا تھا۔ یوں اپنے درد دل کا اظہار فرمایا تھا۔

(۱)۔ ”امابعد اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دُنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی باعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دُنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں“۔ (پیغام صلح صفحہ ۱)

(۲)۔ پھر آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا نے اپنی نعمتوں کی تقسیم کے اعتبار سے ہم میں کچھ فرق نہیں فرمایا ہے تو پھر ہم کیوں ان نعمتوں کے لحاظ سے ہندو مسلمان میں فرق کریں گویا آپ کی دُور بین نظر نے ۳۹ سال قبل آنے والے ہولناک واقعات کو دیکھ کر آئندہ ہونے والی تقسیم و تفریق کو اشارۃً سمجھا دیا تھا اور اسے خدا کے اخلاق کے منافی قرار دیتے ہوئے اس سے منع فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا :۔

”اے ہم وطنو!! وہ دین دین نہیں جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا مثلاً جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اُس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اُٹھا رہی ہیں یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

دوستو!! یقیناً سمجھو کہ اگر ہم دونوں قوموں میں سے کوئی قوم خدا کے اخلاق کی عزت نہیں کرے گی اور اس کے پاک خلقوں کے برخلاف اپنا چال چلن بنائے گی تو وہ قوم جلد ہلاک ہو جائے گی اور نہ صرف اپنے تئیں بلکہ اپنی ذرّیت کو بھی تباہی میں ڈالے گی جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ہے تمام ملکوں کے راستباز یہ گواہی دیتے آئے ہیں کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کیلئے ایک آبِ حیات ہے اور انسانوں کی جسمانی اور رُوحانی زندگی اس امر سے وابستہ ہے کہ وہ خدا کے تمام مقدس اخلاق کی پیروی کرے جو سلامتی کا چشمہ ہیں (ایضاً صفحہ ۲)

پس آپ نے صاف فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی نعمتوں کو اس دُنیا میں سب پر یکساں پھیلایا ہے تو ہمیں خدا تعالیٰ کے ان اخلاق کے منافی نہیں چلنا چاہئے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو

☆۔ یہ تقسیم خدا کے اخلاق کے متصادم ہو گی

☆۔ اور خدا کے اخلاق سے تصادم کے نتیجہ میں ہم خود کو اور اپنی آئندہ آنے والی نسل کو بھی تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے والے بن جائیں گے۔

۔ نہ صرف تباہی ہمارا ورثہ بن جائے گی بلکہ ہمیشہ کیلئے امن و سلامتی سے محروم ہو جائیں گے چنانچہ ھندو پاک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ تقسیم ملک کے بعد دونوں ممالک کے باشندے دن بدن امن و سلامتی سے دُور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

تفریق وانتشار کی نحوستوں کا ذکر فرما کر آپ نے اتفاق واتحاد کی برکات پر یوں روشنی ڈالی ہے۔

(۳)۔ ”یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ھندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور نخوت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغِ حقارت سے نہیں بچے گی اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائے گا جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسرے کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے جو گرمی اور عین تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے پس اس دشوار گزار راہ کیلئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے“۔ (صفحہ ۵۔۶)

(۴)۔ ھندوؤں اور مسلمانوں کے درمیانی اختلافات وفسادات کی وجوہ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :۔

”مجھے اس جگہ ان باتوں کا ذکر کرنے سے کچھ غرض نہیں کہ وہ نفاق اور فساد جو ہندو اور مسلمانوں میں آجکل بڑھتا جاتا ہے اس کے وجوہ صرف مذہبی اختلافات تک محدود نہیں ہیں بلکہ دوسری اغراض اس کی وجوہ ہیں جو دنیا کی خواہشوں اور معاملات سے متعلق ہیں مثلاً ہندوؤں کی ابتداء سے یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ اور ملک کے معاملات میں ان کا دخل ہو یا کم سے کم یہ کہ ملک داری کے معاملات میں ان کی رائے لی جائے اور گورنمنٹ ان کی ہر ایک شکایت کو توجہ سے سُنے اور بڑے بڑے گورنمنٹ کے عہدے انگریزوں کی طرح ان کو بھی ملا کریں۔ مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی کہ ہندوؤں کی ان کوششوں میں شریک نہ ہوئے اور خیال کیا کہ ہم تعداد میں کم ہیں اور یہ سوچا کہ ان تمام کوششوں کا اگر کچھ فائدہ ہے تو وہ ہندوؤں کے لئے ہے نہ کہ مسلمانوں کے لئے اس لئے نہ صرف شراکت سے دستکش رہے بلکہ مخالفت کر کے ہندوؤں کی کوشش کے سدِّ راہ ہوئے جس سے رنجش بڑھ گئی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان وجوہ سے بھی اصل عداوت پر حاشیے چڑھ گئے ہیں۔ مگر میں ہر گز تسلیم نہیں کروں گا کہ اصل وجوہ یہی ہیں اور مجھے ان صاحبوں سے اتفاقِ رائے نہیں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہندو اور مسلمانوں کی باہمی عداوت اور نفاق کا باعث مذہبی تنازعات نہیں ہیں اصل تنازعات پولیٹیکل ہیں۔

”یہ بات ہر ایک شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مسلمان اس بات سے کیوں ڈرتے ہیں کہ اپنے جائز حقوق کے مطالبات میں ہندوؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور کیوں آج تک ان کی کانگریس میں شمولیت سے انکار کرتے ہیں اور کیوں آخر کار ہندوؤں کی درستی رائے محسوس کر کے اُن کے قدم پر قدم رکھا مگر الگ ہو کر اور ان کے مقابل پر ایک مسلم انجمن (مسلم لیگ) قائم کر دی مگر ان کی شراکت کو قبول نہ کیا“۔ (صفحہ ۱۸ صفحہ ۱۹)

(باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۳۔۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

توحید کے دائرے میں سب سے بڑا امن ہے

عبادت کو خالص کرنا اور اول المسلمین ہونا، یہ وہ راز ہے جس سے تمام دنیا کا امن وابستہ ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۹؍ مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۹؍ ہجرت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿قُلْ يَاعِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ* قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ* وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ* قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ* قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي* فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ*﴾ (سورہ الزمر آیات ۱۱ تا ۱۶)

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا بنیادی طور پر اسی مضمون سے تعلق ہے جو گزشتہ چند خطبات میں چل رہا ہے لیکن اس کے مختلف پہلو، مختلف رنگ میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے تاکہ سوئے ہوؤں کو جگا دے اور مختلف کروٹیں بدل بدل کر ایک مضمون کو سامنے رکھنے سے بسا اوقات سوئی ہوئی طبیعتیں بیدار ہو جاتی ہیں اور وہ چیزیں جو عام طور پر دکھائی دیتے ہوئے بھی دکھائی نہیں دے رہی ہوتیں اچانک نظر کے سامنے ابھر آتی ہیں- پس قرآن کریم نے جو ﴿نفصّل الاٰیٰت﴾ کا مضمون بیان فرمایا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ ہر مضمون کو اتنے مختلف پہلوؤں سے کھول کھول کر سامنے رکھا ہے کہ کسی کی نظر کسی نہ کسی پہلو کو تو ضرور پکڑ لے گی- انسانی فطرت میں جتنے بھی اثر قبول کرنے کے رستے ہیں ایک ہی مضمون کو قرآن کریم نے ان سب رستوں کی مناسبت سے بیان فرمایا ہے- اس لئے بعض لوگ جو سمجھتے ہیں کہ تکرار ہے قرآن کریم میں، بہت بے وقوف ہیں کیونکہ کسی ایک جگہ بھی قرآن کریم کے مضمون میں کوئی تکرار ان معنوں میں نہیں کہ مضمون بیان ہو گیا اب کوئی ضرورت نہیں دوبارہ بیان کرنے کی- تکرار کی دو حکمتیں ہیں جو بیک وقت دونوں ہی قرآن کریم کے طرز بیان میں کار فرما ہیں- ایک یہ کہ ایک چیز کو جب بار بار بیان کیا جائے تو وہ بالآخر دل پر اثر کر جاتی ہے ﴿فذکّر ان نفعتِ الذکریٰ﴾- نصیحت کر اور کرتا چلا جا- یقین رکھ کہ بالآخر نصیحت ضرور اثر انداز ہوگی- اور ایک تکرار قرآن کریم کی ایسی ہے جس میں کروٹیں بدلی گئی ہیں اور دیکھنے والے کو بسا اوقات پتہ بھی نہیں چلتا مگر ہر آیت اپنے رنگ میں اپنا مضمون اور اپنا اثر دکھا جاتی ہے اور عمومی طور پر انسان کو یہ نقشہ سمجھ نہیں آتا کہ تکرار کیوں ہو رہی ہے- پس اس پہلو سے جب آپ قرآن کریم کا مطالعہ کیا کریں تو آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ قرآن کریم نے کس طرح ہر مضمون کو مختلف رنگ میں بیان فرما کر ہماری فطرت کے ہر دروازے سے مضمون کو داخل فرمایا ہے-

یہ آیت کریمہ جن دروازوں سے ایک پیغام پہنچا رہی ہے وہ ان سے کچھ مختلف ہیں جو میں نے پہلے آپ کے سامنے قرآن ہی کے حوالے سے رکھے تھے- فرمایا ﴿قل یٰعباد الذین امنوا اتقوا الله ربکم﴾ کہہ دے اے محمد رسول اللہ یعنی مراد مخاطب رسول اللہ ﷺ ہیں، کہہ دے کہ اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو ﴿اتقوا الله ربکم﴾ اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو حالانکہ ایمان لانے والوں کی شرط میں تقویٰ داخل تھا- پس عجیب بات ہے کہ مخاطب ایمان لانے والے ہیں اور تقویٰ کی تلقین کی جا رہی ہے اور یہ پہلی بار نہیں قرآن کریم نے بارہا اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا ایمان لانا کافی نہیں ہے باوجود اس کے کہ ایمان خالص ہو- یٰعباد کا مضمون خالص ایمان کے بغیر بیان ہو ہی نہیں سکتا تھا- "یاَیّھا النّاس" نہیں فرمایا ﴿یٰعباد الّذین امنوا﴾ اے میرے بندو! جن کو میں نے اپنے لئے چن لیا ہے پھر بھی تمہیں متوجہ کرتا ہوں کہ یہ کافی نہیں- تقویٰ ایک نہ ختم ہونے والا مضمون ہے ﴿اتقوا الله ربکم﴾ تقویٰ کی راہ پر اور آگے بڑھتے رہو- یہ مضمون ہے جو دراصل یہاں پیش نظر ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا ﴿للّذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنة﴾ جو لوگ نیک اعمال بجا لائیں گے نیکیاں کریں گے ﴿فی ھذہ الدّنیا حسنہ﴾ کا ترجمہ دو طرح سے کیا جاتا ہے ایک جو رائج ترجمہ ہے وہ یہ ہے کہ جو اس دنیا میں نیکیاں کریں گے حسنہ ان کو اس دنیا میں ملے گی جو آنے والی دنیا ہے اور یہ رائج ترجمہ اس لئے ہے کہ ترجمہ کرنے والوں کے سامنے ایک دقت ہے- وہ سمجھتے ہیں کہ مومنوں کو تو دوسری دنیا کی خوشخبریاں دی جاتی ہیں اور اگر صرف اس دنیا میں ہی حسنہ ملنی ہے تو اس کا فائدہ کیا ہوا پھر- اس لئے اس احتمال سے گھبرا کر ترجمہ کرنے والے یہ ترجمہ کر جاتے ہیں ﴿للّذین احسنوا فی ھذہ الدنیا﴾ جو اس دنیا میں نیک عمل کرتے ہیں ﴿حسنہ﴾ ان کے لئے حسنہ ہے- وہ کب ہے؟ ذکر تو نہیں مگر وہ کہتے ہیں صاف ظاہر ہے کہ اگلی دنیا میں حسنہ کا وعدہ ہے- میرے نزدیک یہ ترجمہ درست ہونے کے باوجود ثانوی حیثیت رکھتا ہے- اولین ترجمہ وہی ہے جو آیت کے ظاہری بیان سے ظاہر و باہر ہے- ﴿للّذین احسنوا فی ھذہ الدنیا﴾ - وہ لوگ جنہوں نے حسن عمل اختیار کیا، اپنی خوبیوں کو اور آگے بڑھایا ان کو حسین تر بنا لیا ان کے لئے ﴿فی ھذہ الدنیا﴾ - ان سے کوئی مستقبل کا وعدہ نہیں ہے، وہ تو ہے ہی مگر اور رنگ میں- ان کو اگلی دنیا کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا اس دنیا میں وہ حسنہ دیکھ لیں گے اور ان کی نیکی کا بدلہ نقد نقد اسی دنیا میں ان کو عطا کیا جائے گا- یہ مضمون بتا رہا ہے کہ خاص قسم کے لوگ پیش نظر ہیں ایک خاص طبقہ ہے نیکی کرنے والوں کا جو اس وقت خدا تعالیٰ کے پیش نظر ہے اور اس مضمون کو اس آیت کا اگلا حصہ کھول رہا ہے یعنی اس طرز بیان کی چابی دراصل ﴿و ارض الله واسعة﴾ میں ہے-

﴿ارض الله واسعة﴾ کا مضمون ہجرت سے تعلق رکھتا ہے اور ان آیات کریمہ میں بیک وقت دنیوی ہجرت اور روحانی ہجرت دونوں ہی بیان فرمائی جا رہی ہیں- پس صبر کا مضمون بھی ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے جو روحانی ہجرت کرتے ہیں یا جسمانی ہجرت کرنا چاہتے ہیں مگر انہیں ہجرت کرنے دی نہیں جاتی- تمہید کے ساتھ، جب یہ آیات آپ کے سامنے، آگے ترجمے کے ساتھ پیش کی جائیں گی یعنی ابھی جو میں بیان کر رہا ہوں جب ان کا ترجمہ آگے بڑھے گا تو پھر آپ کو صاف دکھائی دینے لگے گا کہ جو میں نے ترجمہ کیا ہے نہ صرف یہ کہ بعینہ درست بلکہ بہت برمحل ہے اور واقعۃً یہی مضمون ہے جو قرآن کریم اول طور پر ہمارے سامنے کھولنا چاہتا ہے-

﴿للّذین احسنوا﴾ یہاں قومہ اگر انگریزی کی طرح عربی میں ہوتا تو یہاں قومہ ڈالا جاتا- ﴿للّذین احسنوا﴾ جن لوگوں نے حسن عمل اختیار کیا، جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کے حضور مزید خوبصورت کر کے دکھایا ﴿فی ھذہ الدنیا حسنة﴾ اسی دنیا میں ان کو خوبصورتی کی جزاء خوبصورتی کے ساتھ دی جائے گی ﴿و ارض الله واسعة﴾ اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے- اگر ہجرت کا مضمون نہ ہو اور نیکیوں کا تعلق خصوصیت کے ساتھ ہجرت کے ساتھ نہ ہو یا ان حالات سے نہ ہو جن حالات میں ہجرت کی مجبوری درپیش آتی ہے تو ﴿ارض الله واسعة﴾ کہنے کا کیا موقع تھا یہاں-

﴿انما یوفی الصّٰبرون اجرھم بغیر حساب﴾ صاف پتہ چلا کہ کوئی صبر کا مضمون ہے، بہت تکلیف کا مضمون ہے- اور جب تکلیف دہ حالات ہیں اس وقت اگر انسان نیکی کرتا ہے تو اگلی دنیا کا وعدہ کوئی دل کو تسلی نہیں دیتا لازماً اس دنیا میں ان کو تسلی ملنی چاہئے اور اس دنیا کی جزاء کا وعدہ صبر کے ساتھ ان لوگوں کے ساتھ جو نہایت مخالف حالات میں نیکیوں سے چمٹے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی خاطر تکلیفیں برداشت کرتے چلے جاتے ہیں، ان کے ساتھ اس دنیا کا وعدہ ایک لازمہ ہے جو قرآن کریم کا ایک دستور ہے- چنانچہ وہ آیات جو

آپ کے سامنے کئی دفعہ پڑھی جاتی ہیں اور میں اس پر بعض خطبات بھی دے چکا ہوں-

﴿ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزّل علیھم الملٰئِکة الّا تخافوا و لا تحزنوا و اَبشروا بالجنة الّتی کنتم توعدون﴾ یہ جو وعدہ ہے یہ آخرت کا وعدہ ہے مگر ﴿نحن اولیٰؤکم فی الحیٰوة الدنیا و فی الآخرة﴾ مستقبل کا وعدہ نہیں رکھا گیا صرف- فرشتے یہ کہتے ہوئے ایسے صبر کرنے والے بندوں پر نازل ہوتے ہیں جو استقامت دکھاتے ہیں، استقامت اور صبر ایک ہی مضمون کے دو اظہارِ بیان ہیں- کہتے ہیں ہم اب اس دنیا میں بھیجے گئے ہیں تمہارے ساتھ رہنے کے لئے- تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے ﴿فی ھٰذہ الدنیا و فی الأخرة﴾- آخرت میں بھی ہم تمہارا ساتھ دیں گے-

پس دنیا میں تسلی دلانا ان لوگوں کے لئے جو دکھوں میں مبتلا ہوں بہت سے امتحانات درپیش ہوں مگر دو باتوں میں صبر اختیار کریں- اپنے اقرار کو جو خدا سے کئے ہیں ان کو نہ بھولیں، اپنے وعدوں کو پورا کریں اور جو چاہے دنیا ان پر مصیبتیں توڑتی پھرے وہ اپنے عہد بیعت پر قائم رہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے جو بیعت کرتے ہیں اس پر استقامت اختیار کریں- یہ لفظ استقامت ان دوسری آیات میں بیان فرمایا گیا جو میں نے پڑھ کے سنائی ہیں اور یہ جو آیات جن کا میں ترجمہ کر رہا ہوں ان میں صبر کے ذریعے اس مضمون کو کھولا گیا ہے- اور ہجرت کے ساتھ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے صبر کے ساتھ اور ان حالات کے ساتھ ہجرت کا ایک تعلق ہے اور ہجرت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ "اللہ کی زمین وسیع ہے" کی خوشخبریاں ضرور دیتا ہے-

ایک دوسرے موقع پر ان لوگوں کے لئے جو ہجرت نہیں کرتے اور یہ بہانہ رکھتے ہیں کہ ہم مجبور ہو گئے- اللہ تعالیٰ ان کو متنبہ فرماتا ہے، کہتا ہے مجبور کیسے ہو گئے- کیا زمین اللہ کی وسیع نہیں تھی- ایسے موقع پر تمہیں ہجرت کر جانا چاہئے تھا- پس یہ تین مضمون، دنیا کی مصیبتوں کا نازل ہونا، خدا کے رستے سے ہٹانے کے لئے انسان کو تکلیفیں دے کر مجبور کرنا اور اس کے نتیجے میں یا ہجرت کرنا یا صبر کرنا یہ وہ مضامین ہیں جو ایک اور انداز میں، نئے پہلو کے ساتھ یہ آیات ہمارے سامنے کھول رہی ہیں-

یہ جو اعتراض اٹھتا تھا یا بعض لوگوں کے ذہن میں ہے جس کی وجہ سے وہ ترجمہ میں آخرت کا وعدہ سمجھتے ہیں، ذہن میں یہ اعتراض اٹھتا ہے کہ اگر صرف دنیا میں حسنہ کے لفظ کے بیان کو پیش نظر رکھے تو یوں معلوم ہوتا ہے گویا آخرت کا وعدہ دیا ہی نہیں جا رہا مگر اسی آیت نے ختم ہونے سے پہلے پہلے وہ وعدہ کر بھی دیا- ﴿انما یوفی الصّٰبرون اجرھم بغیر حساب﴾ یہ نہ سمجھ لینا کہ دنیا کی حسنہ دے کر تمہارا حساب چکا دیا جائے گا- جو صبر کرنے والے ہیں ان کا اجر بغیر حساب ہے- اب یہ بھی بہت ہی اہم مضمون ہے صبر کرنے والوں کا اجر بغیر حساب- صبر انسان جن تکلیفوں پر کرتا ہے اگر وفا کے ساتھ آخر دم تک قائم رہے تب وہ صبر کہلائے گا ورنہ نہیں- تو جب مرتے دم تک وہ باز نہیں آئے خدا سے وفا کرنے سے، جب وہ نیک اعمال سے پیچھے نہیں ہٹے تو ان کا مرنا ان کے اختیار میں تو نہیں ہے وہ زندگی اگر چلتی چلی جاتی تو ہمیشہ وہ صبر ہی کی حالت میں قائم رہتے- پس جب خدا نے فیصلہ فرمایا کہ ان کی زندگی منقطع کی جائے تو عملاً یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ ہم نے تمہیں آزما لیا، تم واقعی صابر بندے ہو- اگر تمہیں ہزار سال بھی ملتے تو اسی طرح تم رہتے اس لئے اب ہم تمہیں واپس بلاتے ہیں- تمہارے امتحان کا دور ختم ہوا لیکن جزا کا دور لامتناہی ہے کیونکہ تمہاری وفا سے پتہ چلتا ہے کہ تم ان نیکیوں پہ دوام اختیار کر چکے تھے- صبر نے تمہیں ایک ایسی ہمیشگی کی زندگی عطا کر دی تھی جو خدا کی نظر میں ہے اس لئے نہ مرتے تب بھی تم اسی طرح زندہ رہتے جس طرح اب ہو- یہ فتویٰ ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگوں کے حق میں کہ ان کو بلایا اس وقت جاتا ہے جب ان کی نیکیوں میں ایک دوام پیدا ہو جاتا ہے- فتویٰ یہ ہے کہ خدا نے ان کو قبول فرما لیا اور اب تمہیں اس کی لامتناہی جزا دی جائے گی-

پس ﴿اجرھم بغیر حساب﴾ کا یہ موقع ہے یہاں- یعنی دنیا کی حسنہ تو تسلی کی خاطر ہے، وہ بے چارے یہ نہ سمجھیں کہ مرنے کے بعد ہی اب ہمیں امن نصیب ہو گا- فرمایا نہیں ہم تمہیں دنیا ہی میں حسنہ دے دیں گے- اب یہ مضمون بظاہر اس مضمون سے کچھ ٹکراتا ہے جو میں نے ابھی بیان کیا کہ آخر دم تک صبر کیا اس لئے خدا تعالیٰ نے لامتناہی جزا دی لیکن جب دنیا میں حسنہ دے دی تو پھر آخر دم تک صبر کا کیا موقع رہا- یہ مضمون بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ان کے صبر کا امتحان لے کر ان کی زندگی ہی میں یہ فیصلہ فرما دیا کرتا ہے کہ تم پاس ہو گئے ہو- اگر یہ فیصلہ زندگی میں نہ فرمایا ہوتا تو دنیا سے حسنہ شروع نہ ہوتی-

چنانچہ اس کی تائید میں جو میں نے آیات پڑھی ہیں ان میں یہی مضمون ہے- فرشتے جو نازل ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں ﴿نحن اولیٰؤکم فی الحیٰوة الدنیا و فی الأخرة وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون﴾ اس دنیا میں ہم جب تمہارے پاس آ گئے ہیں اور نہیں چھوڑیں گے تو اب جنت کے متعلق تمہیں کیسے وہم ہو سکتا ہے کہ نہیں ملے گی- لوگوں کے لئے تو مرنے کے بعد کی جنت ہے تمہارے لئے تو شروع ہو گئی- ہم اس دنیا میں تمہارے ساتھ رہ کر ہمیشہ تمہاری حفاظت کرنے کے لئے مامور کر دیئے گئے ہیں- تو حسنہ دنیا سے شروع ہوئی ہے اور یہ اعلان کر رہی ہے یہ حسنہ کہ تمہارا امتحان مرنے سے پہلے ہی مکمل ہو گیا-

مرنے سے پہلے ہی ہم تمہارے پاس ہونے کا اعلان کر رہے ہیں، خوشخبری ہو تمہیں کہ خدا کے حضور تم کامیاب ٹھہرے ہو- اب موت تو ایک ضمنی سی بات ہے جب آئے، آ جائے گی مگر تمہارا عرصہ امتحان نتیجے کے ساتھ ختم ہو گیا- اور جب عرصہ امتحان ختم ہوا تو حسنہ شروع ہو جاتی ہے جو ایک طبعی بات ہے- پس یہ دونوں آیات جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا الگ الگ پہلو سے ایک بات پیش کر رہی ہیں- "تصریف الآیات" کا ایک عجیب مضمون ہے- کس طرح پہلو بدل بدل کر ایک چیز دکھائی جا رہی ہے اور بات وہی ہے لیکن اس کے حسین رنگ مختلف صورت میں انسان کی نظر کے سامنے ابھرتے ہیں-

﴿قل انی امرت ان اعبدالله مخلصاً له الدین﴾- جو صبر کا دوسرا اور اعلیٰ معنی ہے وہ روحانی صبر ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس مضمون کو بڑی وضاحت کے ساتھ کھولا ہے کہ اصل صبر وہ ہے جو انسان نیکیوں پر صبر کر جائے- اور دنیا کی مصیبتوں کے وقت بھی دراصل صبر کا یہی معنی ہے جو اولیت رکھتا ہے- محض صبر کر جانا تو اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں- ایک شخص مجبور ہے اس کو پولیس مار مار کر ہلاک کر دیتی ہے، اس کو اتنا عذاب دیتی ہے کہ وہ ان دکھوں میں مر جاتا ہے اور جو اقرار نکلوانا چاہتی ہے اس کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ میرے پاس وہ اقرار ہے بھی کہ نہیں یا جس جرم کا اقرار کروانا چاہتی ہے بعض دفعہ جرم کا بے چارے کو پتہ ہی نہیں ہوتا- تو آپ کہہ سکتے ہیں بڑا صبر کیا ہے اس نے- کہہ سکتے ہیں!؟ ہرگز نہیں کہہ سکتے- وہ تو بے چارہ بے اختیار ہے، مجبور ہے، ظالموں کے پنجے میں جو لوگ آ جائیں ان کے ساتھ اس طرح ہوتا رہتا ہے مگر خدا کی خاطر نہ انہوں نے پہلے زندگی بسر کی تھی نہ اس ظلم کا شکار خدا کی خاطر بنائے گئے، نہ کوئی صبر کا موقع تھا اس لئے صبر کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا- مگر وہ احمدی جو پولیس کی حراست میں ذلیل کئے گئے، رسوا کئے گئے، ان کو جوتیوں سے مارا گیا، ان کو الٹا لٹکایا گیا اور وہ اس بات پر قائم رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تم جو چاہو کر لو- نہ لا الہ الا اللہ کا انکار ہو گا، نہ مسیح موعود کا انکار ہو گا- یہ وہ صبر کا مضمون ہے جو دنیا میں دکھوں کے صبر کے ساتھ نیکیوں کے صبر کے ساتھ مل گیا ہے گویا دو الگ الگ باتیں نہ رہیں- پس جس صبر کی خدا تعریف فرما رہا ہے اس میں نیکیوں پر صبر ہونا ایک لازمی حصہ ہے اس کا- اس صبر کی سرشت میں داخل ہے- محض صبر کوئی چیز نہیں- **اللہ کی خاطر صبر ہو تو ضرور نیکیوں پر صبر ہو گا، حق پر صبر ہو گا اور اس کے متعلق وعدہ ہے کہ جب یہ صبر کرو گے تو دنیا میں بھی تمہارا کامیابی کا اعلان کر دیا جائے گا اور تم سے نیک سلوک اس دنیا میں شروع ہو جائے گا اور جو بعد میں آنے والا ہے اس کا تو حساب ہی کوئی نہیں-**

اس لئے فرمایا ﴿قل انّی امرت ان اعبدالله مخلصاً له الدین﴾ تو کہہ دے کہ مجھے تو عبادتوں پر استقلال کرنے اور ہمیشہ ان پر قائم رہنے اور محض اللہ کے لئے خالص رہنے کا حکم دیا گیا ہے- پس آنحضرت ﷺ کا صبر، چونکہ صبر ہی کا مضمون چل رہا ہے وہ عبادتوں پر صبر کا مضمون ہے اور ایسی عبادتوں پر صبر جو اپنے خلوص کے لحاظ سے کامل ہو چکی ہوں ان سے بہتر عبادت کا تصور ممکن نہ ہو- ﴿اعبدالله مخلصاً له الدین﴾ دین کو بس اسی کے لئے خالص کر دوں- پس حقیقی توبہ کا بھی اس عبادت سے تعلق ہے اور حقیقی توبہ کا بھی صبر سے تعلق ہے، صبر کے دونوں معنوں سے تعلق ہے-

دشمن یا شیطان تکلیف دے کر یا سبز باغ دکھا کر آپ کو نیکیوں سے ہٹانے کی کوشش کرے اور برائیوں کی طرف بلائے اور آپ نیکیوں کے ساتھ چمٹے رہیں اور برائیوں کی طرف منہ نہ کریں تو یہ صبر کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، جس کے نتیجہ میں آپ کی عبادت خالص ہوتی ہے- اگر یہ صبر نہ ہو تو عبادت خالص ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ عبادت کا ایک معنیٰ جھک جانا ہے- کسی اور کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے- تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے عبادت کے راز مجھ سے سیکھنے ہیں اور مجھ ہی سے سیکھو گے تو مجھے تو خدا کا یہ حکم ہے کہ اپنی عبادت کو اللہ کے لئے خالص کر لوں جس کا مطلب ہے کہ ایک شائبہ بھی کسی اور چیز کی تمنا کا میری عبادت میں دخل نہ دے سکے، ایک شائبہ بھی کسی اور چیز کے خوف کا میری عبادت میں دخل نہ دے

سکے، تو توحید خالص اس عبادت کا نام ہے۔

پس فرمایا کہ مجھے تو توحید خالص کا حکم دیا گیا ہے۔ایسی عبادت کروں جس میں کسی غیر کے خیال کا، تصور کا، خواہ وہ حرص کے ساتھ ہو، خواہ وہ خوف کے ساتھ ہو، شائبہ تک بھی نہ ہو۔﴿امرت لان اکون اول المسلمین﴾ اور اس مضمون میں مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی سے پیچھے نہیں رہنا۔ جتنے دنیا میں انبیاء آئے ہیں سب یہی کام کیا کرتے تھے مگر اے محمدؐ! تو سب سے بعد میں آیا ہے اور سب سے آگے بڑھ جانے کا حکم تجھے دیا گیا ہے، رکنا نہیں اس رستے پر یہاں تک کہ اول المسلمین ہونے کا تیرا اعلان نہ ہو۔پس یہ کتنا عظیم الشان مضمون ہے۔ایک ایسے مضمون کو جو عامۃ الناس سے، ان نیک مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے جو دکھ دیئے گئے، جو آزمائے گئے اس کو کس طرح خدا نے سمیٹتے ہوئے، بڑھاتے ہوئے آنحضرت ﷺ پر منتج کر دیا اور اسلام کی ایک وہ تعریف کر دی ہے جو سب سے اعلیٰ تعریف ہے کیونکہ عبادتِ خالص ہی اسلام کا دوسرا نام ہے۔

خالص عبادت کا مطلب ہی اسلام ہے یعنی سوائے خدا کے کسی کے سامنے سر نہ جھکانا، خدا کے سوا کسی کے حضور اپنے آپ کو سپرد نہ کرنا یہ اسلام ہے۔ تو عبادت اور اسلام کا جو گہرا تعلق ہے وہ ظاہر فرمایا گیا ہے ان آیات میں۔﴿و امرت لان اکون اول المسلمین﴾ یہ کوئی نیا حکم نہیں ہے۔عبادت خالص کرنے کے مضمون کو اپنے منتہیٰ تک پہنچا دیا گیا ہے۔کہہ دو کہ ایسی خالص عبادت کا حکم دیا گیا ہے کہ کبھی دنیا میں کسی عبادت کرنے والے نے تیری خالص عبادت کا ایسا حق ادا نہ کیا ہو۔نہ ابراہیمؑ کو توفیق ملی ہو کہ میری طرح عبادت کر کے دکھائے، نہ موسیٰ کو ملی ہو، نہ اس سے پہلے انبیاء کو نہ بعد کے۔پس مجھے اول آنے کا حکم دیا گیا ہے اور اول آکے آپ نے دکھایا۔عبادت کے وہ طریقے اختیار کئے وہ سلوک اختیار فرمائے اور ہمیں سب کچھ وہ سکھایا اس تفصیل کے ساتھ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔کوئی بھی اپنی عبادت کے خلوص کا طریقہ ایسا نہیں رکھا جو اپنے لئے چھپا کے رکھا ہو۔ایک ایک اسلوب پوری وضاحت کے ساتھ ہم پر کھولا ہے۔پس آنحضرت ﷺ کی احادیث کا جو عبادت سے تعلق رکھتی ہیں مطالعہ کریں تو ایک بھی ایسی چیز نہیں ہے جو ہم پر مخفی رکھی گئی ہو۔پس آنحضرت ﷺ وہ معلم نہیں ہیں جو اپنی بڑائی کی خاطر، اپنی امتیازی شان کی خاطر بعض چیزیں نہیں بتایا کرتے اور دنیا کے جتنے سائنسدان ہیں ان میں بھی یہ بیماری ہے۔کسی حد تک وہ بعض سائنسی مضمونوں کو خوب کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن وہ نکات جن کا دولت کمانے سے تعلق ہے جہاں سائنس دولت میں تبدیل ہوتی ہے وہ اپنے لئے بچا کے رکھ لیتے ہیں اس ٹیکنالوجی کا علم ہی نہیں ہونے دیتے۔اور باوجود اس کے کہ دنیا اتنی ترقی کر چکی ہے بعض چھوٹے چھوٹے راز ہیں جو آج تک دنیا کو معلوم نہیں ہو سکے۔جن کو معلوم ہیں انہوں نے اپنے پاس سنبھال کے رکھے ہوئے ہیں اور باوجود انتہائی ترقی کے دوسرے وہ راز معلوم کر ہی نہیں سکتے۔بعض چھوٹی چھوٹی باتیں مثلاً چاکلیٹ بنانے کا طریقہ ہے اس کا جو چاکلیٹ کا جو مزہ آپ لیتے ہیں، وہ مختلف کمپنیوں کے مزے مختلف ہوتے ہیں، لیکن بنیادی طور پر جو چاکلیٹ بنانے کا طریقہ ہے کہ ایسی چیز جو "کوکو" کو اس طرح تبدیل کر دے ایک خاص درجہ حرارت پر پگھلے اور اس میں یہ نرمی ہو اس کے مزے میں، اس کی لس میں یہ دنیا کی صرف دو کمپنیاں ہیں جن کو پتہ ہے اور ساری دنیا کی چاکلیٹ کی کمپنیاں مجبور ہیں ان سے خریدنے پر اور ہزار کوششیں کرتی ہیں مگر وہ بات بنتی نہیں۔BASIC چاکلیٹ جو بنیاد ہے جس سے آگے بنتے ہیں وہ سارے انہی کمپنیوں سے خریدے جاتے ہیں۔اس طرح اور بھی کئی ایسی چیزیں ہیں جو بعض کمپنیوں کی اجارہ داری بنی ہوئی ہے۔پیٹنٹ کی وجہ سے نہیں، علم کو اتنا انہوں نے چھپا کے رکھا ہے کہ اور کوئی اس علم کا واقف ہی نہیں اس لئے بالکل مجبوری ہے۔بہت سی ایسی باتیں ہیں آپ کو بتائی جائیں تو آپ حیران ہوں گے یہ چھوٹی سی چیزیں بھی دنیا کو نہیں پتہ لگ سکیں۔مگر کچھ ایسے راز ہیں جو معلوم ہو گئے اور پھر انہوں نے دنیا کو نہیں بتائے۔

مگر انبیاء اور طرح کی مخلوق ہیں۔انبیاء کو جتنا بڑا راز ترقی کا معلوم ہوتا اتنا ہی زور کے ساتھ وہ کھولتے اور دنیا کو سناتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی ایک یہ بھی دلیل ہے کوئی بھی راز جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے جس سے عرفان حاصل ہو سکے اپنی ذات کے لئے چھپا کے نہیں رکھا بلکہ جتنا پتہ چلا اتنا ہی بلند آواز سے اعلان کیا ہے۔بے قراری پائی جاتی ہے، بے انتہا دکھ محسوس کرتے ہیں کہ کیوں نہیں دنیا سمجھ رہی۔میرے پاس وہ خزانہ ہے جس خزانے کا کوئی مقابلہ ہی نہیں جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی وہ میں بانٹ رہا ہوں اور لوگ نہیں لے رہے۔

تو آنحضرت ﷺ نے ایک بھی راز ترقی کا ایسا نہیں جسے اپنے لئے بچا رکھا ہو یا اپنے خاندان کے لئے بچا لیا ہو یا اپنے صحابہ اور عربوں کے لئے بچایا ہو۔تمام دنیا پر اور سارے راز ہمیشہ کے لئے کھول دیئے ہیں اور ساتھ اعلان کیا ہے کہ فلیبلغ الشاھد الغائب کہ جو جو بھی یہ باتیں سنے اس کو میرا حکم ہے کہ آگے لوگوں تک پہنچاتا چلا جائے ایک ایسا اعلان ہے جو ہمیشہ جاری و ساری رہے۔پس آنحضرت ﷺ نے جس عبادت کا حکم اللہ سے پایا اس عبادت کو درجہ معراج تک پہنچا دیا۔ایک معراج اس دنیا میں نصیب ہوا کرتا ہے نیکیوں کا، اور میرا ایمان ہے اور ایک ذرہ بھی مجھے اس میں شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے معراج کا ان نیکیوں کے معراج سے تعلق ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے وجہ ہی عطا ہو گئی ہے۔کوئی عطا خدا کی طرف سے بے وجہ نہیں ہوا کرتی۔موہبت تو ہے لیکن موہبت پہلے اس طرح ہوتی ہے کہ کسی کو نیکی کی توفیق ملتی ہے پھر اسے اجر کی وجہ بنا دیا جاتا ہے۔تو آنحضرت ﷺ کی موہبت آپ کی پاک اور بے داغ فطرت میں تھی۔لیکن اللہ تعالیٰ کے انصاف کا عجیب مضمون ہے کہ ہر بچے کو بے داغ فطرت والا بنایا۔پس اس پہلو سے ہر شخص خدا ہی سے پاتا ہے تو پھر اسے ترقی نصیب ہوتی ہے مگر بعض لوگوں نے جو کچھ پایا اس کی پائی پائی کا حساب خدا کو دیتے ہیں اور جب وہ پائی پائی کا حساب دے دیتے ہیں تو پھر ایک موہبت کا نیا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ کی عطا اس طرح نازل ہوتی ہے کہ حساب تو پائی پائی کا لیا لیکن دیا بے حساب۔پھر اس کے بعد جو عنایات ہیں وہ لامتناہی ہو جاتی ہیں۔

پس آنحضرت ﷺ کا معراج اس دنیا میں ہر نیکی کا معراج تھا۔ کوئی ایک بھی ایسی نیکی نہیں جو انسان سوچ سکتا ہے جس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے تمام بنی نوع انسان، تمام انبیاء کو پیچھے نہ چھوڑ دیا ہو۔اگر یہ میری بات درست نہ ہو تو پھر رسول اللہ ﷺ کو اس معراج کا حق ہی کوئی نہیں کہ سارے انبیاء پیچھے رہ جاتے ہیں، جبرائیل بھی پیچھے رہ جاتے ہیں، اکیلے ہی آپ رفعتوں کے آسمان پر خدا کا ایسا قرب حاصل کرتے ہیں کہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوتا۔پس میں تو اس عقیدے پر سو فیصد قائم ہوں کہ محمد رسول اللہ کا معراج، آپ کی عبادتوں کا معراج اس دنیا میں ہوا ہے۔محمد رسول اللہ کا معراج ہر نیکی کا معراج تھا جس نے اجتماعی صورت اس معراج کی اختیار فرمائی جس پہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سب دنیا کو بتا دیا گیا کہ اس سے آگے خدا کے قریب تر کبھی کوئی انسان کبھی کوئی مخلوق نہیں پہنچی۔اتنی بڑی نعمت اور ہمیں اس میں شامل فرما لیا ہے سب پر برابر کھول دی گئی ہے۔

یہ جو اعلان کیا کہ ﴿قل﴾ تو یہ مراد نہیں کہ اعلان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ بس اب میں ہی ہوں جو ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤں گا۔اس اعلان کے ساتھ دوسرے اعلانات بھی ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ جو جو ترقیاں میں نے حاصل کیں، راز میں تمہیں بتا دیتا ہوں آؤ اور دوڑ دیکھو ان میدانوں میں۔جس میں جتنی ہمت ہے اس ہمت کے مطابق اسے ضرور جزا دی جائے گی ﴿قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ﴾ اعلان کر دے کہ میں بشر ہوں اور ان معنوں میں تم جیسا ہوں کہ بنیادی صلاحیتوں کے لحاظ سے جو صلاحیتیں تمہیں ملی ہیں، پاک فطرت لے کر تم پیدا ہوئے ہو وہی صلاحیتیں مجھے بھی ملی تھیں۔لیکن ان صلاحیتوں کو میں نے چمکایا ہے، ان تمام تر صلاحیتوں کو خدا کے حضور پیش کر دیا، اس کے سپرد کر دیا، یہی اسلام ہے اور نتیجہ کیا نکلا کہ ﴿یوحیٰ الیّ﴾ مجھ پر وحی کی جاتی ہے ﴿انما الھکم الہ واحد﴾ یہ مجھے وحی کی جا رہی ہے کہ خدا ایک ہے اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔

اب بشر کے بعد اس وحی کا کیا تعلق ہے۔خدا ایک ہے اس لئے ہے کہ بشر اگرچہ بے شمار ہیں لیکن بشر اصل میں توحید سے بشر بنتا ہے اور جب تک خدا کی توحید کے ذریعے اپنے اندر خدا کی وحدت پیدا نہ کریں ہر غیر اللہ کا تصور نکال کے، نوچ کر باہر نہ پھینک دیں اس وقت تک حقیقی معنوں میں "البشر" نہیں بن سکتے تو

لولاک لماخلقتُ الافلاک

ترجمہ۔(اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔(حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب۔ محتاج دعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

فرمایا میں بھی تو بظاہر تم جیسا ہی بشر ہوں لیکن مجھ پر وحی کی جارہی ہے ﴿انما الھکم الہ واحد﴾ کہ تمہارا سب کا خدا ایک خدا ہے۔ اور بشریت بھی ایک ہے خدا بھی ایک ہے مگر اس کو ملے گا جو خدا کی وحدت کو اپنا لباس، اپنا اوڑھنا بچھونا، اپنے وجود کا ایک نہ ٹوٹنے والا حصہ بنالے گا، اپنے مزاج میں داخل کرلے گا، اپنے خون میں اسے سرایت کرے گا اپنی فطرت خدا کی وحدت کے مطابق ڈھالے گا جو پہلے ہی ڈھلی ہوئی ہے مگر از سرنو اسے صیقل کرے گا ان صفات سے جو توحید باری تعالیٰ کے نتیجے میں لازماً انسان میں پیدا ہونی چاہئیں۔ یہ کیسے پیدا ہو سکتی ہیں؟ تبھی پیدا ہو سکتی ہیں جب خدا نے جتنی بھی آپ کو صفات عطا فرمائی ہیں ان سب کا رخ ایک طرف ہو جائے ورنہ صفات تو بہت سی ہیں وہ ایک ہو ہی نہیں سکتیں جب تک ایک نقطے پر ارتکاز نہ کر جائیں۔ روشنی کی شعاعیں کتنی ہی پھیلی ہوئی ہوں اگر لیزر کی طرح ان کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے، ایک نقطے پر اکٹھا کر دیا جائے تو ان میں غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور جتنا زیادہ ارتکاز صحیح ہوگا اتنی ہی غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ سورج کی روشنی کو عدسی شیشے سے آپ ایک جگہ مرتکز کر کے دیکھیں تو سردیوں کی ٹھنڈی دھوپ بھی اس کاغذ کے ایک حصے کو جہاں شعاعیں مرتکز ہوئی ہیں ایک دم آگ لگا دیتی ہیں اور پھیلی ہوئی دھوپ کا آپ کو پتہ ہی نہیں تھا کہ اس میں کیا طاقت ہے۔

پس بشریت کی طاقت کا راز بتایا گیا ہے اس میں۔ فرمایا ﴿ انما انا بشر مثلکم﴾ میں تمہاری طرح بشر ہوں مگر ایک فرق پڑ گیا ہے ﴿یوحی الیّ انما الھکم الہ واحد﴾ مسلسل خدا تعالیٰ مجھے توحید کی طرف متوجہ رکھ رہا ہے، توجہ دلاتا چلا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں مجھے توحید خالص کی ساری برکتیں عطا ہوئی ہیں۔ اور مسلسل توجہ دلانے کا مطلب یہ ہے کہ میری تمام تر صفات جب بھی جلوہ دکھاتی ہیں اللہ کی طرف رخ کر کے وہ جلوہ دکھاتی ہیں۔ پس جب وہ خدا کی ذات میں مرتکز ہو جاتی ہیں تو ایک غیر معمولی طاقت ان سے پیدا ہوتی ہے۔ بشر سے نور بن جاتا ہے اور محمدؐ رسول اللہ کا بشر ہوتے ہوئے نور ہونا یہی معنے رکھتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا بہت بڑا اعلان ہے مگر گھبرانے کی بات نہیں ﴿فمن کان یرجوا لقآء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربہ احداً﴾۔ تمہیں بھی شوق پیدا ہوا ہے کہ ہم بھی ایسا بن کے دکھائیں تو تمہارے اندر بھی صلاحیتیں رکھی گئی ہیں۔ ورنہ ﴿ انما انا بشر مثلکم﴾ کا دعویٰ جھوٹا ہوتا۔ پس آؤ اور خوف زدہ ہو کر پیچھے نہ رہ جاؤ۔ کم ہمتی نہ دکھاؤ، انہی راہوں پہ آگے بڑھو جن راہوں پہ میں نے آگے بڑھ کر دکھا دیا ہے کہ بشر ہوتے ہوئے انسان اللہ کا اتنا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ پس جو چیز اتنی عظیم الشان ہے اسے محمد رسول اللہ نے COMMON PLACE بنا کے دکھایا ہے۔ میں بھی تو بشر ہوں میں نے یہ سب کچھ حاصل کیا ہے کہ نہیں۔ جب کر لیا ہے تو تم کیوں گھبراتے ہو، تم کیوں آگے نہیں بڑھتے۔ وہی کام جو میں نے کئے ہیں تم بھی کرو۔ نیکیوں میں ترقی کرو لیکن ہر نیکی خدا ہی کی طرف رخ رکھے ﴿فمن کان یرجوا لقآء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربہ احداً﴾ وہی توحید خالص کا مضمون ایک اور رنگ میں پھر آخر پر کھول کے جہاں سے آغاز ہوا تھا وہیں پہ اس بات کو ختم کیا گیا کہ ہر ترقی کی جان توحید ہے۔ اور توحید کے لئے ایک ایک صفت کو اس کی طرف موڑنا ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض طاقتیں تمہاری کسی اور طرف مونہہ کر رہی ہوں بعض اور طرف مونہہ کر رہی ہوں اور پھر تمہیں وہ عظیم الشان کامیابیاں نصیب ہو جائیں جو آنحضرت ﷺ نے حاصل فرمائیں۔

انتشارِ توجہ سب سے زیادہ مہلک چیز ہے جو انسان کو ہر ترقی سے محروم کرتی ہے۔ اور انتشارِ توجہ کا مضمون ہے جو یہاں شرک کے حوالے سے بیان فرمایا گیا ہے جس سے روکا گیا ہے۔ فرمایا تمہاری صلاحیتیں بہت عظیم الشان ہو کر ابھریں گی لیکن ان کا انتشار نہیں ہونے دینا، ان کا رخ خدا کی طرف رکھنا ہے۔ پھر توحید کامل کی برکت سے یہ طاقتیں جب ایک مرکز پر اکٹھی ہوں گی تو ان سے اتنی حیرت انگیز طاقت ابھرے گی کہ تم اس کا اس سے پہلے تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور لیزر نے ہمیں یہ دکھا دیا ہے۔ لیزر مادی دنیا میں توحید ہی کا دوسرا نام ہے یا توحید کی طرف توجہ مرتکز کرنے کا ایک دوسرا نام ہے۔ وہ شعاعیں جو مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں لیزر ان کے رخ موڑنے کا نام ہے۔ ساری ریڈیائی طاقتیں، لہریں، ہر قسم کی چیزیں جب ایک خاص نقطے پر اکٹھی کر دی جائیں تو وہاں اتنی بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ حسابی طور پر عام آدمی کو بیان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ کتنی بڑی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیزر کی طاقت کو اب یہ آگے بڑھا رہے ہیں اور ایسا نظام دفاع تجویز ہو چکا ہے بلکہ ایک محدود پیمانے پر اس کی کامیابی بھی ہو چکی ہے کہ بڑے سے بڑے طاقتور جہاز کو جو نیوکلیئر ہتھیار لے کر آرہا ہو امریکہ کی طرف مثلاً، اس کو لیزر کے ذریعے فضا میں اس طرح اڑا دیں گے کہ آناً فاناً وہ پھٹ کے پارہ پارہ ہو جائے گا کیونکہ لیزر کی شعاع اس پر پڑتے ہی اتنی بڑی طاقت کا ارتکاز ہوتا ہے وہاں کہ اسے دنیا کی مادی چیز برداشت کر ہی نہیں سکتی۔ ایک دم دھماکے کے ساتھ وہ ہوا ہی میں تحلیل ہو کر ایسا پھیل جائے گا کہ اس کا گرد و غبار اکٹھا کرنا بھی ممکن نہیں رہے گا۔ یہ لیزر کی طاقت ہے جو توحید کا ہی کرشمہ ہے۔ یعنی تمہیں خدا تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں کوئی صلاحیت تم نے دنیا طلبی میں اس جگہ اپنی ضائع کر دی، کوئی اس جگہ ضائع کر دی۔ کچھ موقعوں پر تم نے دنیا کی حکومتوں کے سامنے سر جھکا دیئے، کچھ مواقع پر امیر لوگوں کے سامنے سر جھکا دیئے، کہیں قومی طاقتوں کے سامنے سر جھکا دیئے، کہیں نفس کی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے سیاست میں ترقی کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کے سودے کر لئے۔ تو انسان پر آپ نظر ڈالیں وہ تو بکھرا ہوا انسان ہے۔ یہی سب سے بڑا انسان کی تباہی کا موجب بنا ہوا ہے۔ اس ایک فقرے میں ساری انسانی ہلاکتوں کا راز آپ کے سامنے کھل جاتا ہے۔ انسان بکھرا ہوا ہے اس کی صلاحیتوں کو ایک رخ میسر ہی نہیں اور کبھی کوئی رخ میسر ہوتا ہے تو بدی کی طرف ہوتا ہے شیطان کی طرف ہوتا ہے۔ پس یا خدا کے بندے ہیں وہ جتنا خالص ہوں اتنا ہی ان کے ساتھ سلام کا تعلق ہوتا چلا جاتا ہے۔ مسلم بننے کا جو پیغام ہے ﴿امرت لان اکون اول المسلمین﴾ اس میں ایک دوسرا پیغام بھی ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ **شخص جو خدا کے لئے مسلم ہو جائے وہی ہے جو دنیا کے لئے مسلم ہو سکتا ہے۔ ناممکن ہے کہ ایک انسان خدا کے لئے تو مسلم ہو مگر دنیا کے لئے مسلم نہ ہو۔**

مسلم کا ایک معنی ہے اپنے آپ کو سپرد کر دینا۔ ایک معنی ہے امن عطا کرنا، کسی کو اسلام میں داخل کر لینا یعنی اس کو سلامتی میں داخل کر لینا۔ تو خدا کے حضور جب انسان مسلم بنتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے اپنی ساری طاقتوں کو خدا کی طرف پھیر دیتا ہے ایک ہی نقطہ ارتکاز ہے ہستی باری تعالیٰ، اس کی توحید اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ انسان کا انتشار ختم ہو جاتا ہے اور انتشار ہی بدامنی کا دوسرا نام ہے۔ انتشار کا برعکس سلامتی اور اسلام ہے۔ تو فرمایا جب تو مسلم بنے گا تو سب دنیا کے لئے مسلم بن جائے گا تجھ سے دنیا کا امن وابستہ ہو جائے گا۔ پس دنیا کا انتشار دور کرنے کی خاطر اپنے نفوس کا انتشار دور کریں۔ اگر آپ کی شخصیت بکھری ہوئی ہے، پھیلی پڑی ہے آپ کو پتہ ہی نہیں کہ آپ کا مقصد کیا ہے کس رستے پر آپ نے آگے بڑھنا ہے تو دنیا کو کیا الزام دے سکتے ہو۔

پس یہ ساری نصیحت جو میں نے آپ کو اس آیت کے حوالے سے کی ہے اس کا خلاصہ یہی بنتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھالیں، اپنے انتشار دور کریں۔ انتشار ہوں تو پاگل پن پیدا ہوتا ہے۔ انتشار ہو تو انسان کی صلاحیتیں بکھر جاتی ہیں وہ اس کے کسی کام نہیں آتیں۔ جتنے نوجوان انتشار کا شکار ہیں وہ بے چارے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ جن کی توجہ ایک مقصد کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو بڑے بڑے انعامات عطا فرماتا ہے۔ ﴿فی الدنیا حسنہ﴾ کا وعدہ ان کے سامنے ان کے لئے روزمرہ کی ایک حقیقت بن جاتا ہے جو پورا ہوتا چلا جاتا ہے۔

ارشاد نبوی
الدین النصیحۃ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹو لین کلکتہ 700001
دکان۔ 248-5222,248-1652
رہائش۔ 243-0794، 27-0471

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

روایتی زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ 649-04524 ☎

توجس انتشار سے میں آپ کو بچانے کی نصیحت کر رہا ہوں وہ مزاج اور طبیعت کا انتشار بھی ہے اور روحانی قدروں کا انتشار بھی ہے اور صلاحیتوں کا انتشار بھی ہے-اپنی صلاحیتوں کو مجتمع کریں اپنی شخصیت کو ایک بنیادی شخصیت میں ڈھال لیں یعنی مرکزی اس کا جو تشخص ہے وہ موحد کے طور پر ابھرے اگر آپ موحد بن جاتے ہیں تو پھر دنیا کی ہر ترقی آپ کے قدم چومے گی اور اپنے آسمان کے دائرے میں آپ کو ایک معراج نصیب ہوگا- ہر ترقی آپ کو اپنے قدموں کے نیچے دکھائی دے گی-

پس تمام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنے قدموں کے نیچے دکھائی گئی ہے اوپر صرف خدا کی ذات ہے-پس انتشار دور کرنے کا یہ معنی ہے اور انتشار دور کرنے کے لئے یہ مقصود نظر، یہ مطلوب ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا ہوگا کہ ہم اپنے وجود کی تمام صلاحیتوں کو اللہ کے لئے خالص کرلیں-اس کے نتیجے میں عبادت خالص ہوگی، غلامی کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت عطا ہوگی اور جب یہ ہوگی تو پھر دنیا آپ کے سپرد کردی جائے گی کیونکہ آپ سے زیادہ دنیا کا کوئی اور امین ہو نہیں سکتا- پھر آپ وہ مسلم بنیں گے جس کے اسلام کے ساتھ دنیا کا امن وابستہ ہو جائے گا اور ایسے ہی لوگ ہیں جو دنیا کے لئے امن عطا کرنے والے ہوتے ہیں- جن کا اپنا وجود اپنی نفسانی خواہشات کے تابع ہو خواہ چھوٹے دائرے میں ہو اس دائرے میں وہ دنیا کے امن کو برباد کرنے والے بنے رہتے ہیں- نفسانی خواہش کا جو چاہے آپ نام رکھ لیں جب بھی آپ اس کے حضور سر جھکائیں گے آپ خدا کے خالص بندے اس دائرے میں ختم ہو جائیں گے-اس دائرے میں آپ شیطان یا اپنے نفس کے بندے بنیں گے-اور اس دائرے میں آپ کے سوا ہر انسان آپ سے محفوظ نہیں رہے گا- تمام دنیا کے امن کو اس بنیادی انسانی گناہ سے، گناہ کے مزاج سے خطرہ ہے کہ اپنے نفس کے لئے اپنے نفس کے حضور سر جھکادے اور اس معاملے میں اللہ کی عبادت کی بجائے نفس کی اور اپنی خواہشات کی عبادت کرے- معبود سے جب کوئی چیز ٹکراتی ہے تو معبود اس کو ضرور تباہ کرتا ہے اس لئے انسان کے اپنے مفاد سے جب کسی غیر انسان کا مفاد ٹکرائے گا تو آپ اس کے امین کیسے ہو سکتے ہیں-اس کی حفاظت کرنے والے کیسے بن سکتے ہیں-وہ تو اولین دشمن کے طور پر آپ کے سامنے ہوگا-جو آپ کی چیز پر ہاتھ ڈالے گا اس کے آپ ہاتھ کاٹنے پر آمادہ ہوں گے اور جو چیز آپ کی نہیں ہے اسے اپنا بیٹھے ہیں اس سے بھی اپنوں والا سلوک کرتے ہیں-پاکستان سے آئے دن خبریں ملتی رہتی ہیں کئی لوگ کسی کے گھر میں داخل ہو گئے اور قبضہ کر لیا اور اب اپنے جھوٹے قبضے کو مالکوں سے بچانے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں کہ ہماری چیز ہے- تو جھوٹی اپنائی ہوئی چیز بھی اپنی ذات میں اپنی ایک غیرت بنا دیتی ہے اور اس سے جو ٹکراتا ہے اس کو سزا دی جاتی ہے- **پس اس لئے شرک اور دنیا کا امن اکٹھے رہ سکتے ہی نہیں یہ دو ایسی متضاد چیزیں ہیں جو ایک دل میں اور ایک عمل میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں**-پس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ اس مضمون کو سمجھنے کی اور ایسے صبر کی توفیق عطا فرمائے کہ جس صبر کے بغیر حسنہ ترقی نہیں کر سکتی-جس صبر کے بغیر غیر اللہ کے مقابلے کی توفیق نہیں ملا کرتی- پھر اگر ہجرت کی توفیق ہو تو ہجرت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں کو بھی پھیلائے گا-

﴿ارض اللہ واسعة﴾ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ زمین ہی چوڑی ہے- مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ طاقت حاصل ہے کہ آپ کی تمام صلاحیتوں کو بھی وسیع کرتا چلا جائے اور آپ کے عمل کے نتائج کو بھی جزاء میں وسعت دے اور اس طرح خدا کی زمین آپ کو وسیع دکھائی دے- یہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کے لئے از حد ضروری ہے- سب دنیا کے احمدیوں کے لئے یہ قدر مشترک ہے، یہ مضمون واحد ہے، سب کے لئے برابر ہے- مگر پاکستان آج کل جن حالات میں سے گزر رہا ہے ان کے پیش نظر خصوصیت سے میں نے پاکستانی احمدیوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ مضمون بیان کیا ہے- ان کی حفاظت توحید میں ہے- ان کی حفاظت انتشار سے بچنے میں ہے- **اپنی قومی وحدت کو سلامت رکھیں- جماعتوں میں کسی جگہ بھی انتشار کا شائبہ تک نہ پیدا ہونے دیں- جو جماعتیں منتشر ہیں فوری طور پر ان کے انتشار کو دور کرنے کی کوشش کریں ورنہ آپ توحید کی حفاظت میں نہیں آسکتے**- اور اگر آپ یہ کرلیں یعنی ظاہری انتشار ختم کر دیں تو پھر یاد رکھیں کہ دلوں کا انتشار دور کرنا ابھی باقی ہے-

پہلی منزل تو ظاہری انتشار کو دور کرنا ہے- پہلا فرض تو ظاہری انتشار کو دور کرنا ہے- اگر ظاہری انتشار دور نہ ہو تو آدمی یہ دعویٰ بھی نہیں کر سکتا کہ میرا دل مجتمع ہے- دل کی صلاحیتوں کا مجتمع ہونا توحید ہی کا دراصل دوسرا نام ہے اور ایسا شخص پھر منتشر نہیں ہوا کرتا، ظاہر میں بھی منتشر نہیں ہوا کرتا- پس جماعت کی وحدت کو انتشار سے بچائیں اور افراد کے اندر اپنے نفوس کو مجتمع کرنے کا احساس پیدا کریں اور بار بار ان کو یہ تعلیم ہونی چاہئے کہ اگر تم ان خطرات سے امن چاہتے ہو تو مسلم بننا پڑے گا کیونکہ مسلم امن یافتہ کو بھی کہتے ہیں- اور یہ جو **تعریف ہے اسلام کی عبادت کو خالص کرنا اور اول المسلمین ہونا یہ وہ راز ہے جس سے تمام دنیا کا امن وابستہ ہے- مگر خطرات کے موقع پر** خصوصیت سے جب آگیں بھڑک رہی ہوں اس وقت وہ لوگ جو ان خطرات میں پل رہے ہوں ان کو لازماً جلد از جلد توحید کے امن میں داخل ہو جانا چاہئے- ایک دفعہ داخل ہو گئے تو اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا- کوئی دنیا کی طاقت ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی یہ ایک ایسی چار دیواری ہے جس کو کوئی دنیا کی طاقت، کوئی بڑے سے بڑا دشمن توڑ نہیں سکتا، ضرب نہیں لگا سکتا-

توحید کے دائرے میں سب سے بڑا امن ہے- اور وہی شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس موقع پر پھر میں آپ کو یاد دلاتا ہوں جو بارہا یاد دلا چکا ہوں کہ

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

توحید میں اپنے آپ کو دفن کر دینا، اپنے آپ کو غائب کر دینا، اپنے آپ کو چھپا لینا، اس کے امن کی چار دیواری میں چھپ جانا، یہ تب نصیب ہو سکتا ہے اگر آپ شرک کا قلع قمع پہلے کریں- اپنی طبیعتوں کا انتشار دور کریں- محبت الٰہی کے ساتھ خدا کی طرف جھکیں اور اس کے لئے اپنی صلاحیتوں کو غلام بنا دیں- اس کے بغیر یار نہاں میں نہاں ہو ہی نہیں سکتے- اس لئے محض فرضی نعرہ بازی میں آپ کا کوئی امن نہیں ہے- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام قرآن کریم کے عرفان پر مبنی ہے- قرآن سے گوندھا گیا ہے اور ایک بھی کلام کا حصہ نہیں جو قرآن پر مبنی نہ ہو-

پس یہ مضمون وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ تم خدا کے ہو جاؤ تو پھر تم مسلم ہو جاؤ گے یعنی ہر معنوں میں امن پانے والے بھی بن جاؤ گے- اور اول المسلمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے زیادہ ہر خطرے سے بچائے گئے اور ہر خطرے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو امین بنایا- لوگوں کو بچانے والا بھی اور خود امن میں آنے والے بھی- اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے- پس ہر جگہ یہی مضمون سب جماعت کے لئے یکساں ہے مگر اہل پاکستان یعنی پاکستان کے احمدیوں کو میں دوبارہ خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ دعا بھی کریں اور سب سے پہلے اپنے انتشار کی بیخ کنی کریں- اللہ تعالیٰ بعد کی مثبت صلاحیتیں بھی آپ کو عطا فرمائے-

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR

&
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

(دوسری قسط)

مجلس سوال وجواب

۳؍جنوری ۹۷ کو منعقد ہونے والی مجلس سوال وجواب کی مکمل روداد ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۹ تا ۱۵ مئی ۹۷ء میں شائع ہوئی ہے جسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے کیسٹ سے مرتب کیا ہے۔ ملاقات کی یہ مجلس چونکہ نئے سال کی پہلی مجلس تھی اس پروگرام میں شریک ہونے والوں اور ناظرین کی طرف سے سیدنا خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت میں مبارک باد پیش کی گئی اس کے بعد سوال وجواب کا دلچسپ سلسلہ شروع ہوا جسے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔(ادارہ)

روح کی آخری منزل کا تصور

اس سوال پر کہ روحیں جب ترقی کرتی ہوئی اپنی انتہاء کو پہنچ جاتی ہیں تو کیا وہ اسی حالت میں دائمی طور پر رہیں گی یا آخر میں فنا ہو جائیں گی۔ حضور نے دریافت فرمایا روحوں کی ترقی کی وہ کون سی حالت ہے جس کو آپ آخری سمجھتے ہیں۔ سائل نے عرض کیا روحوں کی آخری سٹیج۔ حضور انور نے پھر دریافت فرمایا آپ بتائیں تو سہی وہ آخری سٹیج کون سی ہے۔ وہ کیا سٹیج ہے جو آپ نے معین کی ہوئی ہے تبھی تو آپ نے سوال کیا ہے۔ سائل نے عرض کیا کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اکیلا ہے تو کیا روحیں جب آخری سٹیج پر پہنچ جائیں گی تو فنا ہو جائیں گی اور صرف اللہ تعالیٰ باقی رہ جائے گا یا وہ بھی شامل ہو جائیں گی۔ سائل نے کہا یہ کیسے ہوگا۔ حضور نے فرمایا آپ یہ جو کہتے ہیں اور آخری سٹیج پر پہنچ کر روح کی کیا حالت ہوگی اس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ روح کی ترقی کس سمت میں ہے۔ اللہ کی طرف ہے یا کسی اور سمت میں ہے۔ سائل نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ حضور نے فرمایا اللہ کی کوئی آخری سٹیج ہے ہی نہیں تو روحوں کی آخری سٹیج کہاں سے آ جائے گی۔ سائل نے کہا تو کیا پھر وہ دائمی رہیں گی۔ حضور نے فرمایا دائمی ترقی کریں گی ایک اعلیٰ وجود کی طرف جو لامتناہی ہے۔ اس کے دونوں کنارے زمانہ کے لحاظ سے بھی لامتناہی ہیں۔ ازل اور ابد ان دونوں کا کوئی کنارہ نہیں ہے اس لئے صفات لطیف در لطیف ہوتی چلی جاتی ہیں اور باریک در باریک مضامین اپنے اندر رکھتی ہیں جب تک انسان کا تصور وہاں تک نہ پہنچے وہ آنکھوں کے سامنے نہیں کھلتیں اس لئے کوئی شخص بھی یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ میں درجہ کمال تک پہنچ گیا ہوں۔ اور آخری منزل کا جو تصور ہے یہ محض ایک فلسفیانہ چونچلا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا ہے۔ ایک صوفی منش انسان جو سمجھتا تھا کہ میں بہت ہی پہنچا ہوا ہوں اور کسی کو میرے سامنے ٹھہرنے کی توفیق نہیں ملتی، وہ قادیان پہنچ گیا اور حضرت مصلح موعودؓ اس وقت سوال وجواب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے آتے ہی یہ سوال کیا کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ ایک شخص اگر کسی کشتی میں سفر کر رہا ہو اور لمبا سفر ہو مگر آخر کنارہ آ جائے اور جب کنارہ آ جائے تو پھر بھی اس میں بیٹھا رہے تو آپ اسے کیا کہیں گے عقلمند کہیں گے یا پاگل کہیں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ اگر ایسے سمندر میں سفر کر رہا ہو جس کا کوئی کنارہ نہ ہو تو وہ جہاں اترے گا وہیں ڈوبے گا خواہ کتنا لمبا سفر کر لیا ہو وہیں غرق ہو جائے گا۔ وہ ایسا خاموش ہوا کہ پھر اگلا سوال نہیں کر سکا........۔

وصیت کے بارہ میں اسلامی تعلیم

اس سوال پر کہ انسان کی اپنی زندگی میں وصیت لکھنے کے بارہ میں قرآن کریم کی کیا تعلیم ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ تو ایک عام بات ہے اس کے متعلق پوچھنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ قرآن کریم میں وصیت لکھنے کے بارہ میں بڑی تاکید آئی ہے۔ البتہ اس تعلق میں پیدا ہونے والے سوال اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کر سکتے ہیں، وصیت لکھنے کے متعلق تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے۔ سائل نے عرض کیا اگر کوئی وصیت کرنے والا ایسی وصیت لکھ جائے جس میں قرآن کریم کی ترکہ کے متعلق ہدایات سے کسی حد تک انحراف ہو تو کیا ہو بہو اس کی وصیت پر عمل کیا جائے گا یا نہیں۔ حضور نے فرمایا یہ جو بحث ہے اس میں میری فکر میں اور مسلمہ علماء کی جو فکر ہے اس میں اختلاف ہے۔ علماء کے نزدیک اس بارہ میں پہلے تو یہ اختلاف پیدا ہوا کہ ناسخ و منسوخ کا تعلق ان باتوں سے ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وصیت لکھنے کا یہ حکم اور اس پر عمل درآمد کرنے کا یہ حکم اس وقت تھا جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے وصیت کے بارہ میں واضح قطعی احکامات جاری نہیں فرمائے تھے۔ جب جاری فرما دئے تو ایسے احکامات نے اس حکم کو عملاً منسوخ کر دیا کہ اب تمہیں وصیت کا اختیار نہیں جب ہم نے وصیت کر دی تو اب وہی قابل عمل ہوگی اور بعض دوسروں نے کہا کہ نہیں یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کے مطابق وصیت لکھو جو ہم نے کہہ دیا ہے اور اگر نہ بھی لکھو گے تو قضا عمل کروا دے گی۔ اب اس میں تضاد ہے۔ یہ کوئی زبردستی معلوم ہوتی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے عمل کروانا ہی تھا تو پھر لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ قرآن نے لکھ دی اور قضا نے عمل کروا دیا۔ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ صرف ۱/۳ کا لکھو۔ اسی لئے ۱/۳ پر ان کا اصرار ہے۔ ۱/۳ تک کی وصیت کر سکتے ہو اس سے زیادہ کی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب زیادہ کی وصیت کرے گا تو گویا اس میں دخل انداز ہو جائے گا۔

پس اب سوال یہ ہے کہ یہ جو بحث چلی ہے کہ ۱/۳ تک کی وصیت کر سکتا ہے اور بعد میں قضا کروا سکتی ہے اس میں کہیں قرآن کریم کے احکامات کو سمجھنے میں غلطی تو نہیں لگی۔ ایک اور امکان ہے کہ قرآن کریم عالمی تحریک ہونے کی وجہ سے صرف مسلمان ممالک ہی کو پیش نظر نہیں رکھتا بلکہ سارے عالم کو ہر ملک میں بسنے والے مسلمانوں کو مدنظر رکھتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ تعلیم کہ تم یہ وصیت لکھو یہ ان معنوں میں نہیں ہے کہ قانون کے لحاظ سے تم مجبور ہو۔ اللہ کے منشاء کا علم تم نے پالیا۔ اگر وصیت نہیں لکھو گے تو خدا کے حضور جواب دہ ہوگے ورنہ دنیا میں تمہاری ملکیت کا جو حق ہے وہ جاری رہے گا۔ یہ تنبیہ ہے جو مجھے معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے میں ابھی تک علماء سے ان کے دلائل سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرے نزدیک کسی کو زندگی میں ملکیت کا جو حق بخشا گیا ہے اگر وہ نہ لکھ کر مرے تو پھر مسلمان ہونے کی صورت میں قضا کا فرض ہے کہ وہ قرآنی احکامات کے مطابق اسے جاری کر دے لیکن لکھنے کا حکم تاکیدی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ مختلف ممالک کے قوانین مختلف ہوتے ہیں اور یورپ میں اب ایسے قوانین ہیں کہ باقی بچوں کے حقوق، بھائیوں کے حقوق، بہنوں کے حقوق کو کلیۃً نظر انداز کر کے میاں بیوی میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کے بعد چھٹی ہو جاتی ہے۔

قرآن اور حدیث کے مضامین میں تطبیق کی اصولی ہدایت

پس وصیت کا لکھنا انسان کے اپنے مفاد میں بھی ہے۔ اگر وہ ایمان رکھتا ہے۔ اور اگر ایمان نہیں رکھتا تو اس کا یہ فعل ثابت کر دے گا کہ اس نے محض زبانی قرآن کریم کی صداقت کا اقرار کیا تھا ورنہ جہاں قانون نے اس کے حق میں فیصلے کروائے وہاں چپ کر کے ان کے فیصلوں کو مان گیا ہے تو اس لئے لکھنے کی تاکید ایک عالمی حیثیت کی تاکید ہے۔ نمبر دو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر وہ لکھ دیتا ہے اسی وصیت کو تو اس کے ساتھ ۱/۳ کا حق اگر ۱/۳ تک کی وصیت ہے تو اس کے متعلق بھی کچھ کہے گا تو لکھنے کا عمل سب وصیت پر ہے نہ کہ ۱/۳ پر اور حق بھی ہے فرض بھی ہے تاکہ غیر ملکی قوانین یا غیر اسلامی قوانین کی تصحیح کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مرنے والے کی ملکیت کے حق کو تسلیم کیا جائے اور وہ ان سب ملکوں میں یہاں تک مسلمہ ہے کہ اگر وہ اپنی ساری جائیداد بھی کسی اور کو لکھوا دے اور زندگی میں دے دے تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔

سوال کرنے والے دوست نے عرض کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ اگر وہ لکھ جائے تو اسی کو Follow کیا جائے یا پھر اس میں کوئی رد و بدل بھی ہو سکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اب اگلی بات میں بتاتا ہوں جب اس کو اختیار دیا ہے اور اس کے اختیار سے پہلے اس کو ہدایت کر دی ہے تو میرے نزدیک وہ مجرم بنے گا لیکن قانون اس میں دخل نہیں دے گا کیونکہ اگر قانون دخل دے سکتا ہے تو پھر لکھنے کی ضرورت کوئی نہیں، لکھا ہوا موجود ہے۔ اس لئے اس کو انذار ہے ہم نے تمہیں عارضی طور پر حق ملکیت دیا تھا جب تک تم زندہ ہو حق ملکیت کا اختیار بھی تمہارے پاس ہے یہاں تک کہ ہم نے سب سمجھا دیا ہے پھر بھی اگر تم اس سے گریز کرو گے تو ہمارے سامنے جواب دہ ہوگے۔ اگرچہ تمہاری ملکیت کا حق بغیر چیلنج کے چلا جائے گا۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو اس کے نتیجہ میں عجیب و غریب صورتیں اٹھتی ہیں یعنی بارہا علماء یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اگر زندگی میں اس کے ورثاء نے اس کو اجازت دے دی ہو تو پھر وہ یہ کرے حالانکہ دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ زندگی میں اپنے مال پر اس کو تصرف کرنے کا پورا حق ہے۔ اگر پورے تصرف کا حق ہے، اجازت ہے تو بقیہ میں ہونی چاہئے جو بچ جائے تو پھر وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ زندگی میں تو وہ دخل نہیں دے سکتے مرنے کے بعد جو بچے گا اس کے متعلق اسے اجازت دے۔ اجازت دینے کی کیا ضرورت ہے، پہلے بانٹ کیوں نہ دے جب وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اور پھر اس اعتراض سے بچنے کے لئے کہتے ہیں پھر ان کو حق ہے کہ وہ مقدمہ کریں کہ اس نے ہمیں محروم کرنے کی نیت سے بانٹا ہے۔ اب یہ ایچ پیچ ہوتا چلا جاتا ہے اور قرآن کریم کے واضح احکامات کے دائرے سے نکلنے کے بعد پھر ان کو یہ مشکلات پیش آتی ہیں۔ علماء نے عجیب ایک نیا طریقہ اختیار کر لیا کہ قرآن کریم کی زبان کو عملاً دل سے ناکافی سمجھ رہے ہیں اس لئے ایک حدیث کو پکڑتے ہیں جو بعض دفعہ ایک ہی شخص کی بیان کردہ حدیث ہوتی ہے جو تمام دنیا کی جائیداد کی ملکیتوں اور آئندہ زمانے کی ملکیتوں سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں اس امکان کو نہیں لیتے کہ اس شخص سے وہ خاص حکم تھا۔ نصیحتی حکم تھا یا قضائی حکم تھا اور سارے راوی اتنے قابل اعتماد جیسے قرآن کریم قابل اعتماد ہے۔ اس لئے ایسے چکر میں پڑ جاتے ہیں کہ فلاں حدیث آگئی بس اب قرآن کو اس کے مطابق موڑ دو توڑ دو، جو مرضی ہے کر لو یعنی بظاہر دعویٰ یہ ہے کہ ہم اہل حدیث نہیں ہیں مگر فقہ میں حدیث کے اوپر اتنا زیادہ عمل شروع ہو گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں عملاً قرآن کی زبان کی فصاحت و بلاغت پر حرف ڈال کر پھر حدیث پر جانا پڑتا ہے۔ میرے نزدیک قرآن کریم نے ورثہ کے جو احکامات دئے ہیں وہ اتنے کامل ہیں کہ اگر ایک بھی حدیث نہ ہوتی تو وہ ہمارے لئے اپنے مضمون کو ظاہر کرنے کے لئے کافی تھے کیونکہ قانون میں یقینی ہونا ایک لازمی شرط ہے ورنہ قانون بنتا ہی نہیں۔ اس لئے قرآن کریم کے مضمون کو سمجھ کر اس دائرہ میں حدیث جو تشریح کرتی ہے وہ لازم ہے خواہ اکیلی بھی ہو لیکن اس سے پہلے دائرے جو حدیث مقرر کر دے اور قرآن کریم کو ان دائروں میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے اسے میں قبول نہیں کر سکتا۔ تاہم یہ شرعی فتویٰ نہیں ہے۔ میں اس قسم کی ہدایات علماء کو دیتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ اپنے مشورے دو۔ جب وہ مشورے دیتے ہیں تو پھر وہی پرانی عادت جو ہے کہ انہوں نے جو اصل کتابیں پڑھی ہوتی ہیں اس طرف نکل جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حوالہ بھی بھول جاتے ہیں کہ علماء کے درمیان میں ایسے واقعات ہو چکے ہیں ان کی تفسیر بالرائے وغیرہ پر کہ اس کے نتیجہ میں یہ سارے معاملات درہم برہم ہو گئے ہیں اس لئے از سر نو ان پر گہرے غور کی ضرورت ہے۔ مگر اگر از سر نو غور اسی ڈگر پر ہو جس ڈگر پر چل کر معاملات درہم برہم کئے گئے تو پھر از سر نو غور کا کیا فائدہ ہے۔ فطرت کے مطابق فیصلہ ہونا لازم ہے اور وہ فطرت جو قرآن کریم نے کھول دی ہے اور دل پر لگتی ہے اسی طرح، اس کو چھوڑ کر پھر آپ کیسے فیصلے کریں گے۔ اب ملکیت کے حق کی بات ہے۔ ایک جگہ اس کو وصیت بنا لیتے ہیں اور ایک جگہ حکم بنا لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیٹے کو گریبان سے پکڑ کر فرمایا تو بھی اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے وہ اس پر جیسے چاہے تصرف کرے۔ ایک طرف یہ اور دوسری طرف وہ باپ پر مقدمہ کر رہا ہے۔ یہ چیزیں اکٹھی کیسے چل سکتی ہیں۔ اس لئے سارے معاملات درہم برہم ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم میں ڈوب کر سب سے پہلے قطعیت کے ساتھ قرآنی پیغام کو سمجھنا، اس میں وصیت کے احکامات دئے گئے ہیں ان کے فلسفہ کو سمجھنا، وراثت کے فلسفہ کو سمجھنا اس طرح کہ پھر اس میں وہ رہنما اصول ہر جگہ روشنی ڈالیں اور آپ اس کی روشنی کے اندر قدم آگے بڑھائیں۔ یہ پہلی چیز ہے قطعیت کے ساتھ فیصلہ کر لیں پھر حدیثوں کا مطالعہ کریں۔ پہلے جو پڑھا ہے اس کو سردست بھول جائیں۔ پھر آپ کو وہی حدیثیں اور مضمون بتائیں گی بجائے اس کے کہ جو آپ کو دکھائی دے رہا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

جماعت احمدیہ امریکہ کے ۴۹ ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ

...... کی بابرکت شمولیت اور روح پرور خطابات ......

جماعت احمدیہ امریکہ کا ۴۹ واں سہ روزہ جلسہ سالانہ مسجد بیت الرحمان کے وسیع و عریض سبزہ زار پر ۲۰ جون ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک سہ پہر کو اپنی روایتی شان و شوکت اور نظم و ضبط کے ساتھ شروع ہوا۔ یہ جماعت امریکہ کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ گزشتہ تین برسوں کی طرح اس مرتبہ بھی ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفسِ نفیس اس جلسہ میں شرکت فرما کر جلسے کی رونق اور اس کی برکات کو چار چاند لگا دیئے۔

جلسے کا باضابطہ افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے ذریعے فرمایا۔ یہ خطبہ جمعہ جو حضور نے مسجد بیت الرحمان میں ارشاد فرمایا، حسب معمول سیٹلائٹ کے ذریعے ایم۔ٹی۔اے کی عالمی نشریات میں ساری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ میں خصوصیت سے آئندہ نسلوں کی تربیت کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

شام پونے پانچ بجے زیر صدارت مکرم و محترم حضرت صاحبزادہ میاں مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ، جلسہ سالانہ کے پہلے روز کے اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، نظم اور ان کے انگریزی ترجمہ کے بعد پہلی تقریر برادر منیر حامد صاحب، نائب امیر یو۔ایس۔اے نے اپنے مخصوص انداز میں فرمائی۔ تقریر کا موضوع تھا "اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے"۔ ازاں بعد مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ ترین مقام یعنی شان خاتم النبیین کے مبارک موضوع پر ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر برادر الحاج ذوالوقار یعقوب صاحب (شکاگو) نے "قرآن کریم اور احادیث میں حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی بعثت کے متعلق پیشگوئیاں" کے موضوع پر فرمائی۔ فاضل مقرر نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ برادر یعقوب کی تقریر کے ساتھ پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

پروگرام کے مطابق اجلاس کے خاتمہ پر ڈنر کا انتظام تھا حسب سابق اس سال بھی حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ کی طرز پر کھانے کا انتظام تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں شرکاء جلسہ سالانہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر سے کام و دہن کی تسکین کا سامان کیا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت واقفین نو بچوں اور ان کے والدین کو شرف ملاقات بخشا۔ بعد ازاں مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں حضور نے متعدد دلچسپ سوالات کے تسلی بخش جواب دیئے۔ اس کے بعد مغرب و عشاء کی باجماعت نمازیں ادا کی گئیں۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا پہلا اجلاس محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی زیر صدارت صبح دس بجے شروع ہوا۔ تلاوت، نظم اور ان کے انگریزی ترجمہ کے بعد مکرم محترم مرید ظفر صاحب نے "احمدیت کا پیغام" کے موضوع پر تقریر کی اور بڑے خوبصورت انداز میں اسلامی تعلیم کی خوبیوں پر روشنی ڈالی۔ مولانا اظہر حنیف صاحب مربی شکاگو نے اپنے مخصوص اور اثرانگیز لہجے میں ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے برپا ہونے والے نئے روحانی انقلاب کا ذکر کیا اور بتایا کہ ایم۔ٹی۔اے کی نشریات کا دائرہ خدا کے فضل و کرم سے وسیع تر اور مفید تر ہوتا جارہا ہے اور آج ساری دنیا میں ایم۔ٹی۔اے وہ آفاقی آواز ہے جس کے ذریعے تمام عالم میں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا جارہا ہے اور عالمی بیعت کی وہ کارروائی نشر کی جاتی ہے جس میں بیک وقت لاکھوں سعید روحیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کرتی ہیں اور دنیا کی درجنوں زبانوں میں ایک ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب کی اس اثر انگیز تقریر کے بعد مکرم امتیاز احمد راجیکی صاحب (فلاڈلفیا) نے اپنے دلوا جان حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی حیات قدسی کے متعلق تقریر کی۔ حضرت مولانا صاحبؓ نے ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی گویا اس سال اس مقدس بیعت کو ایک سو برس ہو گئے۔ حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کی مقدس زندگی کے نہایت ایمان افروز واقعات کا بیان حاضرین جلسہ کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم محترم انور محمود خان نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی روشنی میں اسلام کا مستقبل" کے موضوع پر فرمائی۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے ۴۹ ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا دوسرا اجلاس تین بجے سہ پہر شروع ہوا۔ مکرم و محترم برادر منیر احمد حامد نائب امیر اول نے اجلاس کی صدارت کی۔ حسب معمول تلاوت قرآن کریم اور نظم اور ان کے انگریزی ترجمہ کے بعد نواحمدی مبائعین دوستوں کا مکرم انور محمود خان صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے تعارف کرایا۔ انہوں نے پہلے بتایا کہ دعوت الی اللہ کی سکیم جنوری ۸۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شروع کی تھی جو خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہی اور مثمر ثمرات حسنہ ثابت ہوئی۔ انہوں نے بڑے ولولہ انگیز انداز میں نو مبائعین کا جماعت سے تعارف کرایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان نو مبائعین کو اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ اس وقت چار نو مبائعین نے احباب سے خطاب کرتے ہوئے اپنے قبول احمدیت کے واقعات مختصر طور پر بیان فرمائے جو بے حد دلچسپ اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوئے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر صدارت لجنہ اماء اللہ کے اجلاس کی کارروائی سوا چار بجے ٹی۔وی کے ذریعے مردانہ جلسہ گاہ میں سنوانے کا آغاز ہوا۔ ٹھیک پونے پانچ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ سے خطاب کا آغاز ہوا۔

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے احمدی خواتین کو تربیت خصوصاً نئی نسل کی تربیت کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ "مغربی ملکوں خصوصاً امریکہ میں میں نے محسوس کیا ہے کہ دراصل اللہ تعالیٰ کے وجود سے انکار یعنی دہریت ہماری اخلاقی گراوٹوں کا باعث ہے جن کا شکار مغربی قومیں ہو رہی ہیں۔ اس قسم کے خطرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تربیت اس قسم کی ہو کہ وہ معلومات دینی کے ساتھ دہریت کے حملوں کا مقابلہ کر سکیں اور ان کو چھوٹی عمر سے ہی ایسی تربیت دی جائے کہ وہ علی وجہ البصیرت اسلام پر پختہ ایمان رکھتی ہوں۔ حضور نے اس سلسلے میں ماؤں کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ ماؤں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خود اپنے علم میں اضافہ کریں اور اپنے نمونے سے مثال قائم کرکے اپنی نئی نسل کو شیطانی حملوں سے محفوظ کرلیں۔ حضور نے فرمایا اگر آپ اپنی بچیوں کے اخلاق کی حفاظت نہیں فرمائیں گی تو آپ کو خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے آپ کو انتہائی محنت کے ساتھ اپنے تربیتی پروگراموں پر عمل کرنا ہوگا۔ بچوں بچیوں کو ایسی تعمیری اور مفید مصروفیات فراہم کی جائیں جن میں مصروف ہو کر وہ اپنے کام سے پوری طرح مطمئن ہو جائیں۔ پھر انہیں دوسرے بے مصرف مشاغل کی طرف توجہ ہی پیدا نہیں ہوگی۔ حضور نے اپنے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ دنیا میں عورتوں نے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں اسلام نے ماں کے قدموں میں جنت کی بشارت دی ہے اللہ تعالیٰ نے عورت کو بڑا اعلیٰ مقام دیا ہے اس لئے آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اپنے اعلیٰ نمونے سے نئی نسلوں کی عمدہ تربیت کریں۔ قرآن کریم نے سورہ تحریم میں مومنوں کے اعلیٰ نمونے کی مثال میں دو عورتوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک فرعون کی بیوی آسیہ اور دوسری حضرت مریم کی مثال دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورتوں کا کتنا عمدہ اور اعلیٰ مقام ہے۔ اس موقعہ پر حضور نے ان آیات کی بڑی پر معارف تفسیر بیان فرمائی۔ آخر میں حضور نے دعا کروائی۔

کھانے کے وقفے کے بعد مسجد بیت الرحمان کے خواتین کے حصے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا آٹھ بجے شام خواتین کے سوالوں کے جواب عطا کرنے کے لئے مجلس عرفان میں تشریف لائے۔ حضور کے جوابات مسجد کے مردانہ حصے میں بھی دیکھے اور سنے گئے۔ خواتین و ناصرات نے بڑی سرگرمی سے اس مجلس میں حصہ لیا اور بڑے دلچسپ اور خیال انگیز سوالات کئے جن کے حضور نے بہت عمدگی کے ساتھ جواب عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ مسجد کے مردانہ حصے میں تشریف لائے اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

تیسرا دن

اگلے دن یعنی اتوار ۲۲ جون کو جلسہ سالانہ کے آخری دن کے اجلاس کی کارروائی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری پر حضور کی زیر صدارت ٹھیک گیارہ بجے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم معہ انگریزی ترجمہ کے بعد مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نائب امیر امریکہ نے ایک معزز مہمان جناب یسعیاہ لیگیٹ کا تعارف کرایا اور ان کی خدمات قومی و ملی کی تعریف کی اس کے بعد معزز مہمان نے نہایت محبت بھرے الفاظ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے منٹگمری کاؤنٹی کے شہریوں کی طرف سے حضور کا خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا اختتامی خطاب شروع فرمایا۔ حضور نے فرمایا اس جلسے کا مقصد جس کا ذکر میں نے گزشتہ سال اپنے اختتامی خطاب میں بھی کیا تھا۔ وہ صرف یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کے محبت بھرے اور پر امن پیغام کو پھیلایا جائے اور اس سچائی کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں یہی بتایا گیا ہے کہ محبت اور پیار کے ساتھ اپنے رب کی دعوت کو دنیا تک پہنچایا جائے اور نہایت حکمت اور ایسے پر اثر طریق سے دعوت الی اللہ کا کام کیا جائے جو دلوں میں گھر کر جائے۔ حضور نے بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا کہ تبلیغ کے سلسلے میں اعداد کی اتنی اہمیت نہیں جتنی تربیت اور اخلاقی اور روحانی اصلاح کی ہے آپ اللہ تعالیٰ کی طرف جب لوگوں کو بلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق لازماً اس پر لبیک کہے گی لیکن یہ اسی صورت میں ہوگا اگر آپ اپنے تصور اسلام کے مطابق نہیں بلکہ قرآنی تعلیم کے مطابق دعوت الی اللہ کا مقدس فریضہ انجام دیں گے اور ان اصولوں کو پیش نظر رکھیں جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کی دعوت الی اللہ کا مقصد اگر تعداد بڑھانا ہے اور اخلاقی اور روحانی اصلاح نہیں تو یہ انداز فکر ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے ماحول اور امریکی سوسائٹی کو خدا تعالیٰ کی طرف اس رنگ میں بلائیں کہ ہم ان کے اخلاق کی اصلاح کر سکیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب لا سکیں۔ حضور نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان امور کا ذکر کرکے جماعت کو اس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کا یہ ولولہ انگیز خطاب بارہ بج کر ۵۰ منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: آفتاب احمد بسمل)

اعلان معافی

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم محمد شفیع صاحب آف چار کوٹ کو ازراہِ شفقت اخراجِ از نظامِ جماعت کی سزا معاف فرمادی ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ (ناظر امور عامہ)

ولادت

مکرم احمد جعفر خان صاحب سرکل انچارج ورنگل کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۹۷۔۲۔۲ کو پہلی بچی سے نوازا ہے نومولودہ مکرم ایم عبد الکریم صاحب آف کوڈیتھور کی پوتی اور مکرم پی عبد اللہ صاحب ڈرائیور پتھ پریم کی نواسی ہے نومولودہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت اس کا نام لمۃ النور تجویز فرمایا ہے نومولودہ کے نیک صالحہ خادمہ دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(اعانت بدر ۵۰ روپے) (ایم اے زین العابدین)

درخواست دعا

خاکسار اور اہلیہ شوگر کے مریض ہیں شفائے کاملہ عاجلہ اور بچوں کی دینی دنیوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد سعید ربوہ۔ پاکستان)

☆ مکرم عباس علی صاحب شمس احمدی پالاکرتی نے حال ہی میں ایک نئی جیپ Com-mander خریدی ہے اس کے بابرکت ہونے اور کاروبار میں نمایاں ترقی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(حافظ سید رسول نیاز
مبلغ سلسلہ پالاکرتی اے پی)

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال ۱۶ر اگست ۹۷ء کو شروع ہو رہا ہے۔ خواہش مند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط :

۱۔ درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہش مند ہو۔

۲۔ جسمانی وذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳۔ کم از کم میٹرک پاس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دئے جانے کے بارہ غور ہو سکے گا۔

...... درجة الحفظ ......

۶۔ درجۃ الحفظ کلاس کیلئے عمر ۱۰۔ ۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

۷۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلے کیلئے موزوں ہے۔

۸۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر جماعت یا صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰ر جولائی ۹۷ء تک ارسال کریں۔

تحریری ٹیسٹ وانٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ وانٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود کرنے ہوں گے۔ موسم کے لحاظ سے کپڑے وغیرہ لے کر آئیں۔

سلیبس...... تحریری ٹیسٹ :...... میٹرک کے معیار کا ہوگا۔ اردو :...... مضمون اور درخواست

انگریزی :...... مضمون۔ درخواست۔ ترجمہ اردو سے انگریزی۔ انگریزی سے اردو۔ گرامر۔

انٹرویو :...... اسلامیات۔ احمدیت۔ جنرل نالج۔ انگلش ریڈنگ۔ اردو ریڈنگ۔ تلاوت قرآن پاک۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

امتحان دینی نصاب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

(برائے سال ۹۶-۹۷)

جملہ قائدین مجالس کی آگاہی کیلئے تحریر ہے کہ امسال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے امتحان دینی نصاب (معیار اول اور معیار دوئم) ۲۴ر اگست ۹۷ء کو ہوگا۔ قائدین کرام سے گزارش ہے کہ وہ ابھی سے خدام کی تیاری شروع کروادیں اور زیادہ سے زیادہ خدام کو اس امتحان میں شریک کریں۔

نصاب امتحان درج ذیل ہے۔

معیار اوّل : (۲۵ سال سے زائد عمر کے خدام کیلئے)

قرآن کریم حفظ : ۱۔ سورۃ البقرہ رکوع نمبر ۳۴ اور رکوع نمبر ۴۰

۲۔ ترجمہ اٹھارہواں پارہ مکمل۔

حدیث : منتخب احادیث نصف اول مکمل

کتب : الوصیت ☆ ایڈز قدرت کا بھیانک انتقام

حفظ برائے تبلیغ : ۱۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۴۵۔ ☆ سورۃ نساء آیت نمبر ۷۰

دونوں آیات با ترجمہ بمطابق تفسیر صغیر

مع حوالہ حفظ کرنی ہے)

معیار دوئم : (۲۵ سال سے کم عمر کے خدام کیلئے)

قرآن کریم حفظ : سورۃ اعلیٰ۔ سورۃ غاشیہ۔ ☆ ترجمہ چوتھا پارہ مکمل

حدیث : چالیس جواہر پارے نصف اول مکمل

کتب : ضرورۃ الامام ☆ ظہور امام مہدیؑ

حفظ برائے تبلیغ : سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۴۵۔ سورہ نساء آیت ۷۰

بمطابق تفسیر صغیر باترجمہ مع حوالہ حفظ کرنی ہے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

کل ہند مجلس "تحفظ ختم نبوت" دار العلوم دیوبند (یوپی)

کی شر انگیز اور اشتعال سے بھرپور قرارداد

حال ہی میں ۱۴ر جون کو اردو پارک نزد جامع مسجد دہلی میں جمیعۃ العلماء کے دیوبندیوں نے مل کر جلسہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو شر انگیز اور اشتعال سے بھرپور ملک میں فتنہ وفساد کی آگ پھیلانے والی قرارداد پاس کی اس کا متن ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس دہلی کی قرارداد کا متن جو ۱۴ر جون ۹۷ء کو جامع مسجد کے سامنے اردو پارک میں منعقد ہوئی۔

"مذہب اسلام کے بنیادی عقائد میں وحدانیت اور رسالت کا اقرار شامل ہے اور عقیدہ رسالت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا پیغمبر ماننے کے ساتھ ساتھ خاتم النبیین یعنی سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی بھی مانا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۰ء تا ۱۹۰۸ء) نے ۱۹۰۱ میں نبوت کا دعوی کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کیا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی اور جو مرزا قادیانی کی نبوت کو نہ مانے اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ان وجوہات کی بناء پر اسی وقت سے امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر کے مفتیان وعلماء کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے مرتد اور زندیق ہونے کے متفقہ فتاوے صادر کئے۔

۱۔ یہ عظیم الشان کانفرنس قادیانیوں (نام نہاد احمدیوں) کو آگاہ کرتی ہے کہ اسلام کے نام سے اپنے مذہب کا پرچار کرنا فوراً بند کریں۔ تمہارا اعقائد کفریہ پر اسلام کا لیبل لگانا ایسی ہی دھوکا بازی ہے جیسے شراب کی بوتل پر زمزم کا لیبل لگا کر شراب کا کاروبار کرنا۔ لہذا یہ اسلام کی زبردست توہین ہے جو مسلمانوں کیلئے نا قابل برداشت ہے۔

۲۔ نیز یہ کانفرنس پوری سنجیدگی کے ساتھ حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ قادیانیوں کو مسلم فرقہ سے الگ کر کے غیر مسلم قرار دے۔ اور انہیں مسلمانوں والا کلمہ طیبہ اور دوسری اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور اپنی عبادت گاہیں مسجد کی شکل بنانے اور ان کو مسجد کا نام دینے سے روکے۔

۳۔ یہ کانفرنس مسلمانوں پر واضح کر دینا چاہتی ہے کہ قادیانی لوگ مرتد بلکہ زندیق اور کافر ہیں یعنی کفر پر ایمان و اسلام کی ملمع سازی کر کے کفر پھیلانے میں مصروف ہیں۔ لہذا قادیانی لوگ خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق ایسے لوگوں سے تعلقات اور دوستی رکھنا ایمان کے خلاف ہے اس لئے ان کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ان کا مکمل سماجی معاشرتی بائیکاٹ کرنا واجب ہے ان سے سلام وکلام لین دین اور تعلقات رکھنا ان کی تقریبات میں شریک ہونا ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا، ان سے رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کرنا مسلمانوں کے قبرستان میں ان کے مردوں کو دفن کرنا، غرض یہ کہ مسلمانوں جیسا سلوک ان کیلئے روا رکھنا قطعی حرام ہے۔ لہذا تمام مسلمان عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے نام نہاد احمدیوں (یعنی قادیانیوں ولاہوریوں کے بارے میں) شرعی حکم پر عمل پیرا ہو کر ان کا مکمل بائیکاٹ کریں اور اپنی ایمانی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہات اپنی طرف مبذول کرانے کی سعادت حاصل کریں۔

۴۔ یہ کانفرنس تمام مدارس اسلامیہ اور مسلم تنظیموں سے اپیل کرتی ہے کہ قادیانی عبادت گاہوں اور دوسرے تمام مقامات پر جہاں وہ ارتدادی سرگرمیوں میں مشغول رہتے ہیں کڑی نگاہ رکھیں اور ان کی سرگرمیوں کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنے کیلئے مسلمانوں کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کریں"۔

(محمد عثمان منصور پوری ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند (یوپی)

بحوالہ روزنامہ اردو ٹائمز بمبئی جمعہ میگزین ۲۰ جون ۹۷ء

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

بقیہ : صفحہ 12

عموماً پیٹ کی خرابیوں میں دردیں بھی ہوتی ہیں مثلاً پیچش ہوگی تو درد کے ساتھ ہوگی۔ مگر کالی کارب میں اسہال عموماً بغیر درد کے ہوتے ہیں لیکن قبض سے ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ نکس وامیکا کے رد عمل میں بھی جو اسہال ہوتے ہیں ان میں بھی درد نہیں ہوتا۔

اگر پیشاب کے بعد جلن کی شکایت ہو تو نیٹرم میور بہت مفید دوا ہے لیکن اگر جلن پیشاب سے پہلے بھی ہو اور درمیان میں بھی اور بعد میں بھی ہو تو نیٹرم میور کام نہیں کرتی کالی کارب بہت بہتر دوا ہے۔ خواتین کے لئے یہ بہت اچھی دوا ہے خصوصاً بچے کی پیدائش کے بعد کئی قسم کی الجھنیں پیدا ہو جاتی ہیں ان میں سب سے پہلے کالی کارب کا خیال آنا چاہئے کیونکہ یہ بالعموم ان الجھنوں کو دور کرنے کی بہترین دوا ہے صرف بچے کی پیدائش ہی نہیں بلکہ رحم کی صفائی کے بعد پیدا ہونے والی علامات میں بھی اچھا اثر دکھاتی ہے یعنی اگر حمل گرا دیا جائے یا بچے کی پیدائش کے بعد کچھ گند اندر رہ جائے تو ڈاکٹر رحم کی صفائی کرتے ہیں۔ اس صفائی کو Curting کہا جاتا ہے۔ اس صفائی کے باوجود بعض اوقات خون بند نہیں ہوتا اس کی دوا کالی کارب ہے اگر اس سے آرام نہ آئے تو پھر اور دوائیں تلاش کرنی چاہئیں۔

بڑھی ہوئی غدوددوں خصوصاً رحم کے بڑھے ہوئے غدوددوں سے کالی کارب کا گہرا تعلق ہے۔ حمل کی الٹیوں میں بھی استعمال ہوتی ہے اگر دیگر علامتیں بھی ملتی ہوں حمل کی الٹیوں میں نمایاں دوائیں سلفر، سیپیا، کالی کارب ہیں کبھی کبھی آرسنک لیکن اگر ان میں سے کوئی بھی فائدہ نہ دے تو پھر سمفاریکس۔ وضع حمل کے وقت اگر بچے کی پیدائش کے رستہ میں روک پیدا ہو رہی ہو اور دردیں جس انداز میں اٹھنی چاہئیں اس انداز پر نہ اٹھ رہی ہوں کمر کے نچلے حصہ میں درد ہو اور دردیں ایک مقام پر نمایاں طور پر اکٹھی ہو کر دائیں اور بائیں رانوں میں پھیل جائیں تو کالی کارب دوا ہے۔ اس موقع پر علامتوں کے لحاظ سے بعض اور دوائیں بھی ہیں جو بہت مؤثر ہیں۔ اگر انہیں علامتوں کے لحاظ سے برموقع استعمال کیا جائے تو مستقلاً فائدہ چھوڑ دیتی ہیں اور چونکہ جسم کے رد عمل سے شفا دیتی ہیں اس لئے آئندہ وہ رد عمل کمزور پڑنے کے بجائے زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے اور اس کا طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیماریوں کے حملوں کے درمیان فاصلے بڑھ جاتے ہیں اور ہر حملہ پہلے سے کمزور ہو جاتا ہے اور اللہ کے فضل سے جسم تقریباً شفا یا جاتا ہے۔

تپدق کی دواؤں میں بھی کالی کارب ایک نمایاں دوا ہے۔ پھیپھڑوں کے نچلے حصوں میں سل کا کالی کارب سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر وہاں زخم بھی ہوگئے ہوں تو یہ خدا کے فضل سے غیر معمولی طور پر شفا کا اثر رکھتی ہے۔ شدید کھانسی کے لئے جس میں الٹی بھی آ جائے بہت مفید ہے بعض بیماریوں میں خصوصاً خسرے کے بعد کھانسی کا حملہ ہو تو کالی کارب اچھی دوا ہے۔

کالی فاس کی طرح کالی کارب بھی اعصاب کی بہت گہری دوا ہے اس کا ہڈیوں سے بھی گہرا تعلق ہے کیونکہ کاربن ہڈیوں پر بہت گہرا اثر دکھاتی ہے۔

کالی کارب کی ایک علامت عمومی کمزوری ہے نبض بہت مدہم ہوتی ہے۔ اس کے اعصابی دردوں میں سوئی کی طرح چبھن اور جلن پائی جاتی ہے۔ اندرونی نالیوں میں آگ کا احساس رات دو بجے سے پانچ بجے تک بیماری کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بائیں کروٹ لیٹنے سے یا درد والی سائیڈ پر لیٹنے سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ گرم موسم میں تکلیفیں کم ہو جاتی ہیں۔

بقیہ : صفحہ ۱

چنانچہ اللہ کے فضل سے یہی ہوا۔ ہندوستان میں جب سے جماعت قائم ہوئی ہے آج تک اتنی بیعتیں نہیں ہوئیں جتنی امسال ہوئی ہیں جبکہ مولویوں نے پورا زور مار لیا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بے انتہا بکواس اور گندگی اچھالی گئی اور علاوہ ازیں نو احمدیوں پر بدنی ظلم کئے گئے اور خدا کے فضل سے اسی ظلم کے سائے تلے جماعت احمدیہ آگے بڑھی ہے اور میں نے ان مظلومین سے کہا تھا کہ تم نے ذکر الٰہی کے ساتھ صبر کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ اور ضرور تم کامیاب ہو گے۔

چنانچہ ایک دوست کے خط سے معلوم ہوا۔ وہ لکھتے ہیں کہ جہاں پہلے ہمیں، ریڑا کرتی تھی اب وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور بعض گاؤں اپنی مسجدوں سمیت احمدی ہو گئے ہیں اور انہوں نے مولویوں سے کہا ہے کہ اب اگر تم آئے تو اپنی خیر منا کے آنا میں نے ان کو تاکیداً لکھا ہے کہ ان کو بھی صبر کی تلقین کرو۔

فرمایا کہ غور سے اس بات کو سن لیں کہ اب جبکہ خدا نے اُن علاقوں میں بھی غلبہ عطا کیا ہے جن میں پہلے غیروں کا غلبہ تھا۔ آپ کا غلبہ اس وقت ہو گا جب آپ اسلام کی تعلیم کے مطابق غلبہ حاصل کریں۔ اس غلبے میں مظلومیت شامل ہے آپ کی مظلومیت آپ کے ہاتھ سے نہیں جانی چاہئے۔ اگر انسان بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے بدلہ نہ لے تو یہ صبر ہے اگر جسمانی طاقت نہ ہو اور انسان خاموش بیٹھا رہے تو اسے صبر نہیں کہا جائے گا خواہ صبر ہو بھی مگر صبر دکھائی نہیں دے گا۔

فرمایا کہ جب خدا آپ کے خلاف اُٹھنے والے ہاتھ کاٹنے کو موجود ہے تو آپ کو ضرورت کیا ہے۔ پس صبر کے ساتھ قرآن کریم میں آپ توکل کو ہمیشہ وابستہ پائیں گے۔ صبر میں خدا کی طرف سے نازل ہونے والی رحمتیں ہیں دوسرا توکل ہے کہ خدا خود دشمنوں سے نپٹتا ہے۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں دشمن نے ہر طرح سے ناکامی کے بعد وہ اوچھا ہتھیار اُٹھایا ہے جو پاکستان نے اُٹھایا تھا کہ ہندوؤں سے درخواست کی جا رہی ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جاوے اور یہ بہت بڑی بے وقوفی ہے جس کا اُن کو اندازہ نہیں۔ میں نے جماعت کو روکا تھا کہ ایسی تحریک نہ چلائیں جس کے نتیجے میں ہمیں مشرکوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرنی پڑے لیکن یہ اپنے ہاتھوں سے یہ تحریک کروا بیٹھے ہیں۔

اور اب جماعت احمدیہ کو یہ اجازت ہے کہ اب اٹھو اور جوابی کارروائی کرو۔ اور صبر کے ساتھ ہندوستان کے ہندوؤں سے کہو کہ تم وہ انصاف دکھاؤ جو پاکستان نہیں دکھا سکا۔ یہ ہمارے متعلق تمہیں بتائیں کہ ہم کیوں غیر مسلم ہیں کہ پہلے معلوم تو کرو کہ ہم کیوں غیر مسلم ہیں۔

ہم آپ کو ان کے متعلق ان کے قلم سے نکلے ہوئے فتوے دکھائیں گے کہ ایک دوسرے کی نظر میں یہ سارے غیر مسلم اور پھر اسی میدان میں مقابلہ ہو جائے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی غیر احمدی فرقہ ایسا نہیں جس کے متعلق دوسرے فرقوں کا یہ فتویٰ نہ ہو کہ یہ غیر مسلم اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں بلکہ یہاں تک نہ لکھا ہو کہ ان کا کفر قادیانیوں سے بھی بڑھ کر ہے اب چلو یہی مقابلہ کر لو۔

تمام مسلمان جماعتوں کو اس بات کا موقعہ دیں کہ وہ ثابت کریں کہ وہ کیوں مسلم ہیں اور دوسرے کیوں غیر مسلم۔ ہم تیار ہیں۔ اور اگر وہ انصاف سے کام لیں گے تو ہندوستان میں سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی اور جماعت مسلمان نہیں رہے گی سارے غیر مسلم لکھے جائیں گے۔ اس سے ہندو مسلم فسادات بھی ختم ہو جائیں گے کیوں کہ سبھی ہندو ہوں گے اور وہ None Muslim میں گنے جائیں گے اور پھر دونوں None Muslim ایک دوسرے کے ساتھ ایک جیسا سلوک کریں۔

حضور نے فرمایا ان کے سو فیصدی قطعی فیصلے موجود ہیں کہ ہمارے علاوہ ہر فرقہ غیر مسلم دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پس اکثریت کا یہ عقیدہ ہے کہ اس تحریک کے بانی کا اسلام محض فرضی ہے یہ غیر مسلم ہیں اور ان کے بچے غیر شرعی ہیں۔ یہ کسی مسجد میں گھسیں تو ان کو مار مار کے باہر نکال دو اور مسجد دھلوانے کا خرچ بھی ان سے لو۔ اور بھی بہت سے فتاویٰ ہیں جن کو سن کر آپ حیران رہ جائیں گے کہ ایک دوسرے کے خلاف یہ باتیں کر کے احمدیت کے خلاف پھر اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس کھلے ملک میں یہ ثابت کریں گے کہ ہمارے علاوہ کوئی مسلم نہیں بلکہ ان کا اسلام ثابت ہی نہیں ہے۔ جو چاہیں پیمانہ بنائیں ہم بھی اسی پیمانے کو استعمال کریں گے ان کے اور ان کے ساتھ متحد فرقوں کے خلاف۔ اور ان پیمانوں سے جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے سچی ثابت ہو گی۔

میرے ذہن میں ایک پوری سکیم ہے یہ باتیں جو میں کر رہا ہوں ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ اگر انصاف ہو تو جماعت کے حق میں ہی فیصلہ ہو گا۔ پس ہندوستان کی جماعتوں کو میں متنبہ کرتا ہوں اب وقت ہے وہ جوابی کارروائی کریں۔ اور اہل انصاف ہندوؤں کو شامل کریں کہ اگر تم نے جمہوریت بچانی ہے تو سب سے پہلے اس رخنے کو ختم کرو۔ اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس بات کو قبول کر کے دیکھو کہ کون مسلم ہے اور کون غیر مسلم اور ہم بھی قرآن و حدیث کی رو سے تمام دلائل پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حضور نے صبر کے مضمون کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کا یہ سمجھنا کہ غلبہ حاصل کرنا ہی دین کا مقصد ہے یہ بالکل غلط ہے۔ مظلومیت اور صبر کو وسعت دینا ہی دین کا مقصد ہوا کرتا ہے۔ فرمایا دنیا میں جتنی خرابیاں ہیں وہ قوموں کے ازلی غلبے کی وجہ سے ہیں۔ اس سے وہ متکبر ہو کر ظلم کرنے لگ جاتی ہیں۔ فرمایا غالب آتے ہوئے صبر کرنا سیکھیں اور صبر کرنا سکھائیں اور مظلومیت کے ذریعہ ظالم کو جواب دیں۔

فرمایا اگر اپنی تعداد کو دوگنا کرنا ہے اور چھ سے بارہ بننا ہے تو گھبراؤ نہیں میں نے تم کو طریقہ بھی تو بتا دیا ہے دور دور کے علاقوں میں پیغام لے کر جاؤ کیوں کہ مختلف جگہوں پر نخلستان بنائے جاتے ہیں اور پھر وہ پھیلتے ہیں۔

آپ نے اپنی جماعت کو دو طریق پر کام کرنے کی تاکید فرمائی۔ جماعتیں اپنے گرد و پیش میں خالی جگہوں میں نظر دوڑا کر کام شروع کر دیں اور ان کی اصلاح کریں اور جو علاقے بالکل خالی ہیں اُن میں بھی کہیں کہیں پیڑ لگانے شروع کر دیں۔

فرمایا اس وقت ہمارا کام بہت زیادہ ہے اگر موجودہ ٹارگٹ کو ہم پا لیں تو اگلے سال پھر دوگنا ہو جائے گا جو بہت ہی زیادہ مشکل ہو چکا ہو گا۔ اگر ہم قرآن کریم اور سنت رسول اللہؐ سے چمٹے رہے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ ناممکن چیز ممکن ہوتی چلی جا رہی ہے۔

حضور نے فرمایا اس پہلو میں مجھے بعض ملکوں میں ڈھلیا پڑنے کے آثار نظر آ رہے ہیں اور اگلے دو سال میں خدا وہ نظارے دکھائے گا جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن دُعا کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ جس قدر جماعت پھیلے گی اتنے ہی خطرات بھی بڑھیں گے اور اُن کو سنبھالنے کا کام بہت مشکل ہے۔ اگر آپ اسی طرح کوششیں کریں گے زمین سے بھی پھیلیں گے آسمان سے بھی اُتریں گے تو ضرور ہے کہ وہ کام جو اب مشکل نظر آ رہا ہے اگلی صدی کے شروع سے پہلے پہلے آسان اور ممکن ہو جائے۔

حضور انور نے نہایت رقت بھرے لہجے میں فرمایا میں اسی پہلو پر غور کر رہا تھا تو خدا تعالیٰ کے احسانات کے نیچے میرا سارا وجود ٹوٹ گیا پھر مجھے ایک دم خیال آیا کہ اے اللہ کئی لوگوں کو تو خوابیں دکھاتا ہے اور وہ ان کی تعبیروں کے انتظار میں اپنی عمریں گنوا بیٹھتے ہیں تو مجھے ہر سال نئی خوابیں دکھاتا ہے اور اُن کو پورا کر دیتا ہے اس احسان کا بدلہ تو ہو ہی نہیں سکتا اس احسان کے نتیجے میں جو شکر کا حق آتا ہے وہ بھی انسان ادا نہیں کر سکتا۔

شکر کے میدان میں بھی آگے بڑھیں آسمان سے لازماً خدا کی طرف سے ایسے فرشتے اُتریں گے جو آپ کی مدد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(تلخیص : تنویر احمد ناصر قادیان)

بقیہ اداریہ

مذکورہ حوالہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے صاف فرمایا ہے کہ ہندو مسلمانوں نے حصول آزادی کیلئے جو الگ الگ پارٹیاں بنائیں تو در حقیقت ایسا درست نہیں تھا اس معاملے میں باہم اتفاق ہونا چاہئے تھا لیکن چونکہ باہم نااتفاقی ہے ایک دوسرے پر عدم اعتماد ہے اور مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ چونکہ ہم اقلیت میں ہیں اس لئے اکٹھے رہ کر ہمارے مکمل حقوق ہمیں حاصل نہیں ہو سکیں گے اس لئے ہر دو کو الگ الگ سیاسی پارٹیاں بنانی پڑیں۔

(۵)۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ہر دو قومیں باہم مل کر اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتی ہیں اور باہم مل کر سیاست کی گاڑی کو چلانا چاہتی ہیں تو اس کیلئے سب سے بڑی اور بنیادی بات یہ ہے کہ انہیں مذہبی عداوت کو خیر باد کہنا ہو گا چنانچہ آپ نے فرمایا :-

"صاحبو! اس کا باعث در اصل مذہب ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں اگر آج وہی ہندو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمانوں سے آکر بغلگیر ہو جائیں یا مسلمان ہندو بن کر اگنی وایو وغیرہ کی پرستش وید کے حکم کے موافق شروع کر دیں اور اسلام کو الوداع کہہ دیں تو جن تنازعات کا نام اب پولیٹیکل رکھتے ہیں وہ ایک دم میں ایسے معدوم ہو جائیں گے کہ گویا کبھی نہ تھے۔

پس اس سے ظاہر ہے کہ تمام بغضوں اور کینوں کی جڑ در اصل اختلاف مذہب ہے۔ یہی اختلافِ مذہب قدیم سے جب انتہا تک پہنچتا رہا ہے تو خون کی ندیاں بہاتا رہا ہے اے مسلمانوں جبکہ ہندو صاحبان تمہیں بوجہ اختلافِ مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہیں اور تم بھی اس وجہ سے ان کو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو پس جب تک اس سبب کا ازالہ نہ ہو گا کیونکر تم میں اور ان میں سچی صفائی پیدا ہو سکتی ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ منافقانہ طور پر باہم چند روز کے لئے میل جول بھی ہو جائے مگر وہ دلی صفائی جس کو در حقیقت صفائی کہنا چاہئے صرف اسی حالت میں پیدا ہو گی جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کر لو گے اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دُور کر کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کر لیں گے یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صلح کرانے والا یہی ایک اصول اور یہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتوں کو دھو دے گا"۔ (صفحہ ۱۹-۲۰)

نیز فرمایا :-

"ہندو صاحبان کے ساتھ سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ اور سلوک اور مروّت اپنی عادت کرو اور ایسے کاموں سے اپنے تئیں باز رکھو جن سے اُن کو دُکھ پہنچے مگر وہ کام ہمارے مذہب میں نہ واجبات سے ہوں اور نہ فرائض مذہب سے پس اگر ہندو صاحبان اپنے صدق دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیں اور ان پر ایمان لا دیں تو یہ تفرقہ جو گائے کی وجہ سے ہے اس کو بھی درمیان سے اُٹھا دیا جائے جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں ہم پر واجب نہیں کہ ضرور اس کو استعمال بھی کریں۔ بہتیری ایسی چیزیں ہیں کہ ہم حلال تو جانتے ہیں مگر کبھی ہم نے استعمال نہیں کیں ان سے سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آنا ہمارے دین کی وصایا میں سے ایک وصیت ہے پس ایک ضروری اور مفید کام (یعنی اتفاق و اتحاد) کے لئے غیر ضروری کو ترک کرنا خدا کی شریعت کے مخالف نہیں حلال جاننا اور چیز ہے اور استعمال کرنا اور چیز۔ دین یہ ہے کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اس کی رضامندی کی راہوں کی طرف دوڑنا اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور اُن میں تفرقہ نہ ڈالنا اور ہر یک نوع انسان سے خدمت کے ساتھ پیش آنا"۔ (صفحہ ۱۹-۲۰)

اس عظیم صلح و امن کیلئے اور اس حقیقی آزادی کیلئے جس سے آئندہ دونوں قوموں کی حُسن تقدیر اور سچی خوشحالی وابستہ تھی آپ نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ ایک نہایت قیمتی تجویز ہر دو قوموں کے سامنے رکھی جس پر ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں کسی قدر روشنی ڈالیں گے وباللہ التوفیق۔

(منیر احمد خادم)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

© 01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, JULY 31 1997 ISSUE NO - 31

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 37)

کالی کارب

KALI CARBONICUM

پوٹاشیم کاربونیٹ ایک سفید قلمی مرکب ہے جو پہلے پہل لکڑی، پتوں اور سمندری پودوں کی راکھ سے نکالا جاتا تھا۔ پوٹاشیم کلورائیڈ سے پہلے یہی دوسرا اہم مرکب تھا جو تجارتی مقاصد کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔ اس کا سب سے بڑا ماخذ جرمنی کی نمک کی کانیں تھیں۔ آجکل پوٹاشیم صنعتی پیمانے پر کئی طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ جب اس کو بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے خواص پوٹاشیم کاربونیٹ کے جیسے ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ اسے شاذ ہی بطور دوا کھانے میں استعمال کیا جاتا ہے البتہ جلدی امراض میں اسے ایک محلول کی صورت میں ایگزیما اور خارشی دھبوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ ہومیو پیتھی میں پوٹاشیم کاربونیٹ کے سفوف کی بہت ہلکے محلول کی صورت میں پوٹینسی بنا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دوا کا سمجھنا بہت مشکل ہے کیونکہ اس میں تضادات پائے جاتے ہیں۔ گرمی و سردی دونوں کی زود حسی پائی جاتی ہے۔ اس کا مزاج بہت الجھا ہوا ہے۔ اگر دوا کی تشخیص صحیح بھی ہو لیکن مریض کا مزاج اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ عموماً اگر دوا غلط ہو تو نقصان پہنچاتی ہے لیکن کالی کارب وہ دوا ہے جو صحیح بھی ہو تو نقصان کا باعث بن جاتی ہے جیسے سلیشیا اگر صحیح بھی ہو لیکن اونچی طاقت میں دے دی جائے تو شدید نقصان پہنچاتی ہے۔ اسی طرح کالی کارب جسم کو شفا کا حکم دے دیتی ہے لیکن جسم میں ردعمل دکھانے کی طاقت نہیں ہوتی۔ خصوصاً گاؤٹ کی بیماری میں۔ گاؤٹ میں انگلیوں اور ہاتھوں کے جوڑوں میں غدود بڑھنے کی وجہ سے گانٹھیں بن جاتی ہیں اور ہاتھوں کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ انگلیاں ٹیڑھی ہونے لگتی ہیں ایسی صورت میں کالی کارب کو اونچی طاقت میں دینا بہت خطرناک ہے اور مریض کو سخت تکلیف میں مبتلا کرکے جان سے مارنے کے مترادف ہے کیونکہ اگر کالی کارب صحیح دوا ہے تو جسم کو حکم دے دے گی لیکن مریض میں طاقت نہیں ہے کہ وہ اس بیماری کا مقابلہ کرسکے۔ گاؤٹ کی سب علامات میں اگر تشخیص کے بعد کالی کارب دوا تجویز ہو تو یہ فائدہ تو دے گی لیکن کچھ احتیاطوں کی ضرورت ہے۔ کالی کارب کے استعمال سے پہلے ہمیشہ کاربوویج دیں۔ یہ طریق ہمیشہ بہت فائدہ مند ثابت ہوا ہے اور مریض کو کالی کارب کے لئے تیار کردیتا ہے لیکن اگر اسے بغیر کاربوویج کے دیا جائے تو کئی ردعمل ظاہر ہوتے ہیں چونکہ کاربن کا عنصر جو ان دونوں دواؤں میں برابر ہے وہ ردعمل دکھاتا ہے اس لئے مجھے خیال آیا کہ اگر کاربوویج جو پہلے ہی کالی کارب کی علامتوں سے ملتی جلتی ہے دی جائے تو کاربن کے ردعمل کو نسبتاً کم کر دے گی چنانچہ میں نے کاربوویج دے کر دیکھا تو ہمیشہ اس کا فائدہ ہی نظر آیا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ کاربوویج بہت نرم مزاج دوا ہے۔ ویجیٹیبل (نباتاتی) کاربن ہونے کی وجہ سے اس میں نرمی آگئی ہے۔ یہ Animal Product ہے یعنی زندگی کی جس شکل میں بھی کاربن پائی جاتی ہے اس سے کاربوویج بنتی ہے۔ اسی لئے یہ جسم کے لئے نسبتاً نرم ثابت ہوتی ہے۔ میں نے کاربوویج کو اسی نظریہ سے پرکھا ہے اور اس کو کاربن کے باوجود نہ صرف یہ کہ نرم بلکہ کیمیاوی کاربن کے تیار کرنے کے لئے بھی مفید پایا ہے کیونکہ پوٹاشیم کاربونیٹ ایک کیمیاوی کاربن ہے یعنی کاربن کا عنصر براہ راست کیمیاوی عمل سے بنایا گیا ہے۔ کاربوویج چند دن کھلا کر پھر کالی کارب شروع کریں تو زیادہ بہتر نتائج ظاہر ہونگے۔ زیادہ بڑھی ہوئی بیماریوں میں کالی کارب ۳۰ سے زیادہ طاقت میں نہیں دینی چاہیئے۔

کالی کارب کا جوڑوں کی درد کے علاوہ کمر کی پرانی دردوں سے بھی گہرا تعلق ہے خاص طور پر بچے کی پیدائش کے بعد پیدا ہونے والی کمر کی تکالیف کالی کارب کے مزاج سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ تپدق میں بھی کالی کارب مفید ہے۔ اگر پھیپھڑوں میں سوراخ ہو جائیں تو کالی کارب ان سوراخوں کو بند کرنے میں بہت نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ یہ جریان خون کی بھی بہترین دوا ہے اور ہر قسم کے جریان خون میں مفید ہے۔ انتڑیوں میں اگر داغ ہوں تو بعض اوقات ان کی وجہ سے اجابت کے ساتھ خون آنے لگتا ہے یہ علامت اینٹی مونیم کروڈ میں پائی جاتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس میں کالی کارب کی طرح نرم اجابت نہیں بلکہ نارمل اجابت ہوتی ہے بعض اوقات کالی کارب میں بہت سخت قبض کی علامت بھی پائی جاتی ہے اس کے ساتھ خون کی آمیزش بھی ہوتی ہے نرم اجابت کا ہونا ضروری نہیں۔ اینٹی مونیم کروڈ میں نارمل اجابت ہے اس کے ساتھ کوئی درد اور تکلیف نہیں ہے لیکن خون ملا ہوتا ہے۔ کالی کارب میں پیٹ میں شدید درد، بے چینی اور تشنج کے علاوہ خون بھی آتا ہے۔ یہ عمومی کیفیت نشاندہی کرتی ہے کہ یہ علامات ہوں تو بعض دفعہ اجابت کے ساتھ خون آنے لگتا ہے۔ یہ علامت اینٹی مونیم کروڈ میں پائی جاتی ہے لیکن کالی کارب میں نسبتاً نرم اجابت ہوتی ہے جس کے ساتھ خون کی آمیزش ہوتی ہے بعض اوقات کالی کارب میں بہت سخت قبض کی علامت بھی پائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بھی خون آتا ہے اس لئے نرم اجابت کا ہونا ضروری نہیں ہے لیکن اینٹی مونیم کروڈ میں نارمل اجابت ہے اس کے ساتھ کوئی درد اور تکلیف نہیں ہوتی لیکن خون ملا ہوتا ہے کالی کارب میں دردیں بہت ہیں پیٹ میں بے چینی شدید اور تشنج ہوتا ہے اور خون ملا ہوا ہوتا ہے تو یہ عمومی کیفیت نشاندہی کرے گی کہ یہ اینٹی مونیم کروڈ نہیں ہے۔ یہ فرق یاد رکھیں۔ کالی کارب بعض اوقات نکس وامیکا کے غلط استعمال کی دوا بن جاتی ہے خصوصاً اگر نکس وامیکا کے زیادہ استعمال سے اسہال لگ جائیں یا سر درد شروع ہو جائے تو اسہال کے لئے کالی کارب اور سر درد کے لئے جلسیمیم بہترین دوا ہے۔ کالی کارب نکس وامیکا کا بہترین تریاق ہے۔ اگر نکس وامیکا دیتے دیتے ایک دم اسہال شروع ہو جائیں تو کالی کارب کی ایک دو خوراکوں سے ہی خدا کے فضل سے مریض صحتیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن اسے زیادہ دیر استعمال نہ کریں ورنہ قبض ہو جائے گی یہ نکس وامیکا کے ایک خاص مزاج کا تریاق ہے اس لئے اس کو مخالف مزاج میں دھکیل دیتی ہے اس لئے اگر ایک دو خوراکوں سے فائدہ ہو جائے تو اسے روک لیں پھر نارمل طریق پر جو بھی علاج ہے کریں۔

کالی کارب میں مختلف مزاج اکٹھے ملتے ہیں لیکن اس میں چڑچڑا پن بہت نمایاں ہے جو اکثر اعصابی تکلیفوں میں ہوتا ہے۔ اکیلے پن کا خوف بھی ہے اور مریض توہمات کا شکار بھی ہو جاتا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ ان میں اکیلے پن سے کوئی تعلق نہیں توہمات اس کی زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں خواہ وہ اکیلا ہو یا دوسروں کے ساتھ۔ اکیلے پن سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ گرمی اور سردی دونوں سے زود حس ہوتا ہے اور یہ علامت نشاندہی کرتی ہے کہ یہ اینٹی مونیم کروڈ نہیں ہے۔ یہ فرق یاد رکھیں۔

کالی کارب بعض اوقات نکس وامیکا کے ضرورت سے زائد استعمال سے پیدا ہونے والی علامتوں میں بھی مفید ہوتی ہے۔ اگر نکس وامیکا کے زیادہ استعمال سے اسہال لگ جائیں تو کالی کارب بہترین دوا ہے۔ اگر سر درد کی علامات ظاہر ہوں تو جلسیمیم دیں۔ کالی کارب نکس وامیکا کا بہترین تریاق ہے۔ اگر نکس وامیکا دینے سے یکدم اسہال شروع ہو جائیں تو کالی کارب کی ایک دو خوراکوں سے ہی خدا کے فضل سے مریض صحتیاب ہو جاتا ہے لیکن اسے زیادہ دیر استعمال نہیں کرنا چاہیئے ورنہ قبض ہو جائے گی کیونکہ یہ نکس وامیکا کے ایک خاص مزاج کا تریاق ہے اگر اسے زیادہ استعمال کیا جائے تو کالی کارب اس کو مخالف مزاج میں دھکیل دے گی۔

کالی کارب کے مریض میں مختلف مزاج اکٹھے ملتے ہیں۔ چڑچڑا پن بہت نمایاں ہے۔ مریض بہت زودرنج اور جلد طیش میں آنے والا ہوتا ہے اسے اکیلے پن کا خوف بھی لاحق ہوتا ہے اور توہمات کا شکار بھی ہوتا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ توہمات کا اکیلے پن سے کوئی تعلق نہیں یہ اس کی زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں خواہ وہ اکیلا ہو یا دوسرے کے ساتھ ہو اکیلے پن کے احساس سے گھبراتا ہے۔ گرمی و سردی دونوں سے زود حس ہوتا ہے، دانتوں کو گرم چیز لگنے سے تکلیف ہوتی ہے مگر سردی بھی تکلیف دیتی ہے۔ بعض دانت سردی سے اتنا زود حس ہو جاتے ہیں کہ ٹھنڈا پانی بھی نہیں پی سکتے۔ ایسے مریضوں میں پائیوریا کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں، دانتوں کے اردگرد گوشت میں سوزش ہو جاتی ہے اور گلنے سڑنے لگتا ہے اور پیپ بھی نکلتی ہے۔ ایسے مریض بعض اوقات سردی کے احساس کو بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ یعنی عارضی طور پر زود حسی کے نتیجہ میں ٹھنڈی چیز تکلیف دیتی ہے لیکن اگر سردی بڑھادیں اور ٹھنڈے برف جیسے پانی کی ٹکور کریں تو اعصاب بے حس ہو جاتے ہیں اور سکون محسوس کرتے ہیں۔ یہ فائدہ وقتی ہے تکلیف پھر واپس آ جائے گی لیکن گرمی سے جو جلن کا احساس ہے وہ کسی مقام پر ٹھہرنے کے بجائے بڑھتا چلا جاتا ہے اور گرمی ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ اگر اعصاب ننگے ہوں تو سردی و گرمی دونوں سے تکلیف ہوتی ہے مگر سردی زیادہ ہونے سے سکون اور گرمی زیادہ ہونے سے تکلیف بھڑک اٹھتی ہے۔

مرکسال میں بھی دانتوں کی تکلیف گرمی و سردی دونوں سے بڑھتی ہے۔ کالی کارب بھی اس موقع پر ایک خاص اثر کرنے والی دوا ہے۔ دانتوں کا نظام جواب دے جائے اور تعفن پیدا ہو جائے مسوڑھے گل سڑ جائیں اور خون اور پیپ آنے لگے تو کالی کارب اس کا علاج ہے۔ کالی کارب کی بیماریوں میں ایک ہی مقام پر جامد اور ٹھہری دردیں بھی ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنے والی بھی۔ کمر کی درد عموماً ایک مقام پر ٹھہری رہتی ہے لیکن وضع حمل کے دوران حرکت بھی کرتی ہے۔ اگر بچے کی پیدائش کے بعد کمر میں درد بیٹھ جائے تو کالی کارب اچھی دوا ہے۔ اس کی بیماریاں سردی سے بڑھ جاتی ہیں، کھلی کھڑکیاں برداشت نہیں کیونکہ ہوا کا جھونکا تکلیف دیتا ہے خصوصاً اگر رات کو لحاف اتر جائے اور سرد ہوا کے جھونکوں سے کمر میں درد ہونے لگے تو کالی کارب بہت مفید ہے۔ ایک دفعہ سفر کے دوران رات کو عین چار بجے کے قریب میری آنکھ کھلی تو کمر میں شدید درد تھا حالانکہ میری کمر میں عموماً اللہ کے فضل سے درد نہیں ہوتا۔ میں نے کالی کارب ۳۰ کی ایک خوراک کھائی جس سے بہت فائدہ ہوا اور دوبارہ یہ تکلیف نہیں ہوئی۔

کالی کارب میں یہ عجیب تضاد پایا جاتا ہے کہ سردی سے تکلیف بڑھتی ہے لیکن نورلجیا (چہرے کی اعصابی دردیں) میں سردی سے اعصاب کو ٹھنڈ نہیں لگتی بلکہ گرمی محسوس ہوتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے اعصاب کے ریشوں میں آگ لگ جاتی ہے اور گرمی دانے نکل آتے ہیں اور سردی پہنچانے سے تکلیف کم ہونے کے بجائے آگ بھڑک اٹھتی ہے اور گرمی سے آرام آتا ہے۔ یہ ایک امتیازی بات ہے جو آپ کو کالی کارب کے مریض کی پہچان میں مدد دے گی اس علامت کو خاص طور پر یاد رکھیں۔

نزلہ کے متعلق بھی اس میں یہ تضاد پایا جاتا ہے کہ عموماً نزلہ شروع ہو جائے تو سر درد کو آرام آ جاتا ہے لیکن کالی کارب میں نزلہ جاری ہو جائے تو سر درد شروع ہو جاتا ہے۔ سر اگر خالی خالی اور کھوکھلا سا محسوس ہو اور پھر درد ہو تو یہ کالی کارب کی خاص علامت ہے۔ نزلہ کی وجہ سے اگر ناک بند ہو جائے اور سانس لینے میں دشواری ہو تو نکس وامیکا کی ایک ہزار طاقت میں ایک ہی خوراک بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ مثانے کے نزلہ یعنی اگر بار بار پیشاب کی حاجت ہو تو عموماً کالی فاس سے فائدہ ہوتا ہے لیکن اس کی علامت ہے کہ دن میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد تکلیف ہوتی ہے لیکن کالی کارب میں رات سونے کے بعد مریض بار بار پیشاب کے لئے اٹھتا ہے خصوصاً تین چار بجے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے حالانکہ وہ ذیابیطس کا مریض نہیں ہے۔ اگر رات کے وقت پیشاب کی غیر معمولی حاجت شروع ہو جائے جو عام دستور کا حصہ نہ ہو اور جسے ذیابیطس کی طرف بھی منسوب نہ کرسکیں تو یہ کالی کارب کی علامت ہے۔ میرا عمومی تاثر یہ ہے کہ بعض مریضوں کو وقتی ذیابیطس ہو جاتی ہے بعض لوگوں کو کھانے پینے میں بے احتیاطی یا حالات میں اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ذیابیطس ہو جاتی ہے جب حالات نارمل ہو جائیں تو خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہے کالی کارب کے مریض کا رات کو اٹھنا وقتی ذیابیطس کی وجہ سے ہی ہوتا ہے اور مثانہ بہت حساس ہو جاتا ہے اور ذرا سا پیشاب کا دباؤ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ عورتوں میں خصوصاً یہ علامت ظاہر ہوتی ہے کہ پیشاب بالکل کنٹرول نہیں کر سکتیں اور غسلخانہ تک جانے کی بھی نوبت نہیں آتی۔ مردوں میں بھی ایسی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں حالانکہ پراسٹیٹ میں کوئی سوزش وغیرہ نہیں ہوتی۔

کالی کارب کے مریضوں کا گلا اکثر خراب رہتا ہے، گلے کے گلینڈز سوج کر موٹے ہو جاتے ہیں، اگر کان کے پیچھے گلینڈز میں سوزش ہو جائے تو وہ اتنی خطرناک نہیں ہوتی لیکن اگر گلے کے دونوں طرف کی رگیں پھول جائیں تو وہ بہت خطرناک ہوتے ہیں اور ورم اگر مستقل ٹھہر جاتی ہے۔ اسے Induration کہتے ہیں یعنی غدود پھول کر سخت ہو جاتے ہیں اور کچھ مادے ان میں جم جاتے ہیں جو سکڑنے نہیں دیتے۔ اس میں کالی کارب بہت اچھا اثر کرنے والی دوا ہے۔ انگلیوں کے غدود پھولنے میں بھی کالی کارب کا یہی مزاج کارفرما ہے اور اس حصہ میں اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بار بار گلا خراب ہونے سے جو بیرونی غدود پھول جاتے ہیں اور واپس اپنی اصل حالت میں واپس نہیں جاتے تو ان میں بھی کالی کارب ہی دوا ہے۔

کالی کارب کی علامتوں والی بیماریوں میں جسم میں جگہ جگہ ورم اور سوزش بھی پائی جاتی ہے۔ خصوصاً آنکھوں کے پپوٹوں کی ورم بہت نمایاں ہے۔ کالی کارب میں بعض اور دواؤں کی طرح یہ علامت بھی پائی جاتی ہے کہ انسان جس کروٹ پر لیٹے اس حصہ میں نبض کی دھڑکن محسوس ہونے لگتی ہے اور شدید گھبراہٹ ہوتی ہے اور نیند نہیں آتی۔ اگر یہ دھڑکن بہت شدید ہو اور دوران خون سر کی طرف نمایاں ہو تو بیلاڈونا بہت اچھا کام دکھاتی ہے لیکن اگر خون کے دباؤ کی علامتیں نمایاں نہ ہوں اور زیادہ تر معدہ کی ہوا کا تعلق ہو تو پھر کالی کارب کام کرتی ہے کیونکہ بعض دفعہ معدے میں ہوا کی وجہ سے اعصاب پر اثر پڑتا ہے اور دل بہت زیادہ دھڑکنے لگتا ہے اور مریض کو یقین ہو جاتا ہے کہ اسے دل کی تکلیف ہے بعض اوقات ڈاکٹر بھی دل کی بیماری تشخیص کرکے ماہر امراض قلب کے پاس بھیج دیتے ہیں لیکن دل سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ کالی کارب میں صرف ہوا کا دباؤ ہی نہیں بلکہ بائیں طرف دل کے مقام پر بوجھ اور درد محسوس ہوتا ہے جس کی وجہ سے دل کی تکلیف کا شبہ ہوتا ہے حالانکہ دل کی تکلیف میں نمایاں علامت یہ ہے کہ سینے کی ہڈی کے عین درمیان میں درد ہوتا ہے جو کمر اور بازو میں پھیل جاتا ہے اور انگلیوں تک پہنچ جاتا ہے اور کالی کارب میں بھی کمر کی طرف درد جانے کی علامت موجود ہے جس سے دل کی تکلیف کا شبہ پڑتا ہے لیکن دوسری علامتوں سے فرق نمایاں ہوجاتا ہے اگر دل کی تکلیف ہو تیز چلنے سے ضرور بڑھے گی۔ لیکن اگر چلنے سے یا کروٹ بدلنے سے نسبتاً آرام محسوس ہو تو یہ دل کی تکلیف نہیں ہے چونکہ ہومیو پیتھک ڈاکٹر کے پیس ٹیسٹ کے لئے مشینیں یا دوسرے ذرائع نہیں ہوتے اس لئے بہت باریک نظر سے علامتوں کا جائزہ لینا ضروری ہے اور مرض کی تشخیص کے لئے انہیں ذہن میں رکھنا لازمی امر ہے۔ کالی کارب دل کی بیماری جیسی علامتیں پیدا کر دیتی ہے دل کی غیر معمولی دھڑکن اور بائیں طرف درد کی علامات ملتی ہیں۔

کالی کارب میں بواسیر کے ٹیومر گول گول موکوں کی بجائے لمبی غدودوں کی شکل میں پائے جاتے ہیں جن میں شدید جلن ہوتی ہے جو بہت تکلیف دہ چیز ہے۔ ٹھنڈے پانی سے وقتی طور پر آرام آتا ہے اور جلن کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔ ایسکولس میں بواسیر کے موکوں میں نہایت خوفناک نیلاہٹ پائی جاتی ہے جیسے گندہ خون جمع ہو کر سڑ رہا ہو جو پیپ میں تبدیل نہیں ہوتا اور مستقل نیلاہٹ ٹھہر جاتی ہے۔

(باقی صفحہ ۱۰ کالم نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

ڈیزائننگ وکمپوزنگ : کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان